عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۴ تا ۱۰ رجب ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۷ ستمبر ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۱۸

اجرائے نبوت کا مرزائی عقیدہ

سود کی لعنت کا خاتمہ

دینی مدارس اور حکمرانوں کے عزائم!!!

کارکن تحریک ختم نبوت

شہید حزیمہ حشمت قتل کیس

محبت کا کرشمہ

Email: editorkn@yahoo.com

website: http://www.khatme-nubuwwat.org

عشرہ مبشرہ کس کو کہتے ہیں؟

س:......ایک حافظ صاحب کہتے تھے کہ بی بی فاطمہؓ کا ذکر عشرہ مبشرہ میں ہے۔ عشرہ مبشرہ کس کو کہتے ہیں؟

ج:......عشرہ مبشرہ ان دس صحابہؓ کو کہتے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی وقت میں جنت کی بشارت دی' ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) ابوبکرؓ (۲) عمرؓ (۳) عثمانؓ (۴) علیؓ (۵) طلحہؓ (۶) زبیرؓ (۷) عبدالرحمن بن عوفؓ (۸) سعد بن وقاصؓ (۹) ابوعبیدہ بن جراحؓ (۱۰) سعید بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بے شمار ہیں وہ خواتین جنت کی سردار ہوں گی' مگر ''عشرہ مبشرہ'' ایک خاص اصطلاح ہے۔ ان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شامل نہیں۔ اسی طرح دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے جنت کی بشارتیں ملیں' ''عشرہ مبشرہ'' میں ان کو شمار نہیں کیا جاتا۔

انبیأ علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کے ساتھ کیا لکھا جائے؟

س:...... آٹھویں جماعت کی انگریزی کی کتاب (انگلش میڈیم) میں ایک سبق ہے: ''حضرت علیؓ'' اور بریکٹ میں (Peacebeuponhim) لکھا ہوا ہے جو صلی اللہ علیہ وسلم کا انگلش ترجمہ ہے۔ اسی طرح فارسی کی ہشتم جماعت کی کتاب میں حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ کے ساتھ علیہ السلام لکھا ہوا ہے کیا پیغمبروں کے علاوہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ یہ الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو آپ اپنے موقر جریدے کی وساطت سے اسے نصاب کمیٹی اور اعلیٰ احکام وشمال حکومت کے نوٹس میں لائیں؟

ج:......اہلسنت والجماعت کے یہاں ''صلی اللہ علیہ وسلم'' اور ''علیہ السلام'' انبیأ کرام کے لئے لکھا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' لکھنا چاہئے اور حضرت علیؓ کے نام نامی پر ''کرم اللہ وجہہ'' بھی لکھتے ہیں۔ متعلقہ حضرات کو آپ کی اس تنبیہ پر شکریہ کے ساتھ غور کرنا چاہئے۔

خلفائے راشدینؓ میں چار خلفاء کے علاوہ دوسرے خلفاء کیوں شامل نہیں؟

س:......دینی طور پر جب خلفائے راشدین کا ذکر آتا ہے تو اس سے مراد صرف چار خلفائے راشدین لئے جاتے ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس کے بعد حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما جو کہ دونوں صحابی ہیں' ان کا نام کیوں نہیں شامل کیا جاتا حالانکہ یہ بھی خلفائے راشدہ میں سے ہیں اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور بھی نہایت مثالی دور رہا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ خاص طور پر جو چار خلفاء رضی اللہ عنہم کو حق چار یار کہا جاتا ہے۔ آپ قرآن و حدیث سے ان چار خلفاء کی خصوصیت کو ثابت کر کے جواب دیں اور یہ بھی کہ حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا ان کے ساتھ کیوں نہیں ذکر کیا جاتا؟

ج:......''خلافت علی منہاج النبوۃ'' کے لئے دیگر اوصاف کے ساتھ ہجرت شرط تھی' جس کی طرف سورۃ ''النور'' کی آیت استخلاف' میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ اور یہ شرط صرف چاروں خلفائے راشدینؓ میں پائی گئی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا تتمہ تھی' جس سے خلافت نبوت کے تیس سال پورے ہوئے' جس کی تصریح حدیث نبوی: ''خلافۃ النبوۃ ثلاثون سنۃ'' میں آئی ہے۔ یعنی خلافت نبوت تیس سال ہوگی۔ یہ ترمذی اور ابوداؤد کی روایت ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں چونکہ ہجرت کی شرط نہیں پائی گئی' اس لئے ان کا شمار خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں نہیں کیا جاتا۔ ان کی خلافت' خلافت عادلہ تھی اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ چونکہ صحابی نہیں تابعی ہیں اس لئے ان کی خلافت بھی خلافت راشدہ نہیں کہلاتی۔ البتہ خلافت راشدہ کے مشابہ تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتا'' کا مصداق کون ہے؟

س:......واضح حوالہ کے ساتھ یہ بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسے صحابیؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتے۔''؟

ج:......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب۔'' (ترمذی ص۲۰۹ ج۲)

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوت

۴ تا ۱۰ رجب ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۷ ستمبر ۲۰۰۱ء

جلد: ۲۰ شمارہ: ۱۸

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

مجلس ادارت:
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال نور الناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر
زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۷ روپے
ششماہی ۱۷۵ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے
چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۴۹۹ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

دینی مدارس اور حکمرانوں کے عزائم .... (اداریہ) 4
اجرائے نبوت کا مرزائی عقیدہ .... (حضرت مولانا اللہ وسایا) 6
کارکن تحریک ختم نبوت / شہید حزیمہ حشمت قتل کیس .... (جناب حشمت حبیب ایڈووکیٹ) 11
محبت کا کرشمہ .... (حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ) 14
سود کی لعنت کا خاتمہ .... (پروفیسر عزت گل اعزاز) 18
سیدوالہ میں قادیانیت کی ایک اور شکست فاش .... (محمد شاہین پرواز) 21
توضیح و تشریح اللطیف جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 23
اخبار ختم نبوت 25

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر عزیز الرحمن جالندھری طابع سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مدارس اور حکمرانوں کے عزائم!!!

مورخہ ۱۰ستمبر۲۰۰۱ء بروز پیر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں آل سندھ تحفظ دینی مدارس کنونشن مولانا عبدالصمد ہالیجوی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں کراچی سمیت سندھ بھر کے سرکردہ علماء کرام' مدارس کے مہتمم حضرات اور نمائندوں نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی' کنونشن سے جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمن' وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان' جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا مفتی نظام الدین شامزئی' مولانا اسفندیار خان' مولانا فداء الرحمن درخواستی' مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو' مولانا زرولی خان' مولانا عبدالغفور قاسمی' مولانا محمد مراد' مولانا غلام قادر' مولانا مفتی عزیز الرحمن' مولانا عبدالقیوم نعمانی' مولانا عبدالغفور ندیم' مولانا تنویر الحق تھانوی' مولانا اسعد تھانوی' مولانا حکیم محمد مظہر' مولانا سلمان بنوری' قاری محمد عثمان اور دیگر علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت دینی مدارس کے سلسلہ میں جاری کردہ آرڈی ننس کو فوراً واپس لے' بصورت دیگر ہم مجبور ہوں گے کہ دینی مدارس کے نظام کو چند دن کے لئے معطل کر کے سڑکوں پر آجائیں۔ علماء کرام نے کہا کہ آرڈی ننس کے الفاظ کے گورکھ دھندے میں الجھنے کی بجائے ہم حکومت پر واضح کردینا چاہتے ہیں کہ یہ آرڈی ننس ہمیں کسی صورت میں قبول نہیں' جس میں یہ راستہ نکالا گیا ہے کہ حکومت جب چاہے دینی مدارس پر ہاتھ ڈال دے' ہم اس آرڈی ننس کو دینی مدارس پر ایک قسم کا حملہ تصور کرتے ہیں' اور اس سلسلہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر کے بھرپور مزاحمت کریں گے اور کسی بھی صورت میں دینی مدارس کے نظام اور ان کی آزادی وخودمختاری میں دین دشمن عناصر کی مداخلت برداشت نہیں کریں گے اور اس سلسلہ میں ہمیں انتہائی اقدام پہ مجبور نہ کیا جائے اور ہماری شرافت اور پر امن احتجاج کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ قبل ازیں پاکستان بھر کے دینی مدارس کے پانچوں بورڈ نے ماڈل دینی مدارس کے قیام اور دینی مدارس آرڈی ننس کو مدارس دینیہ کے خلاف ایک سازش قرار دیتے ہوئے مسترد کردیا ہے اور حکومتی اسکیم میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور کہا ہے کہ دینی مدارس اور جامعات کا ہر قیمت پہ تحفظ کریں گے اور اس سلسلہ میں حکومت کی تمام سازشوں کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔

قیام پاکستان سے آج تک وہ طبقہ جو کسی نہ کسی رنگ میں اقتدار پر قابض رہا ہے' جمہوریت کا دور ہو یا مارشل لاء کا' سکندر مرزا کا دور ہو یا ایوب خان کا' بھٹو کا دور ہو یا ضیاء الحق کا' بے نظیر کا دور ہو یا نواز شریف کا حکمرانوں کی ہر دور میں یہ کوشش رہی ہے کہ وطن عزیز کو دین اور اہل دین سے پاک رکھا جائے اور اسے مغربی لادینیت کے حوالے کردیا جائے' موجودہ حکمرانوں نے مدارس کے خلاف جو مہم چلا رکھی ہے اور حالیہ آرڈی ننس وہ بھی اسی ذہنیت کی غماز ہے۔

یوں لگتا ہے کہ حکومت کے وزراء ملک وملت کے تمام تر مسائل کو گویا حل کرچکے ہیں' نہ انہیں ملک میں بدامنی اور فساد کا غبار نظر آتا ہے' نہ بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بے روزگاری کا مسئلہ نظر آتا ہے' نہ سیاسی انتشار وخلفشار پر ان کی نگاہ پڑتی ہے۔ گویا ملک کے تمام مسائل حل ہوچکے ہیں' بس ایک دینی مدارس کا مسئلہ رہ گیا ہے' جس کے لئے ہمارے حکمران دن رات پریشان ہیں' کبھی دینی مدارس پر دہشت گردی کے بے بنیاد الزام لگا کر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے' حالانکہ آج تک حکمران ایک بھی دینی مدرسے کے متعلق دہشت گردی میں ملوث ہونے کا ثبوت فراہم نہیں کرسکے' اور کبھی روزگار فراہم کرنے کی آڑ میں مدارس میں مداخلت کا راستہ تلاش کیا جاتا ہے' کبھی اصلاح کا بہانہ کر کے مدارس پر سارا نزلہ گرایا جاتا ہے۔ الغرض دینی مدارس کے سلسلہ میں ہمارے حکمرانوں کا رویہ' خصوصاً وزیر داخلہ جناب معین حیدر صاحب وقتاً فوقتاً جو ارشادات اور نوازشات فرماتے رہتے ہیں واقعتاً یہ سب کچھ اہل علم' دیندار اور محب وطن حلقوں کے لئے ناقابل فہم' انتہائی تشویشناک اور دل آزاری کا سبب ہے' اگرچہ حکمران ہمیشہ سے یہ تاثر دیتے چلے آئے ہیں کہ ان کے اقدامات مدارس کی افادیت سے وابستہ ہیں' مگر اہل مدارس کا اس بارے میں ایسا تلخ تجربہ ہے کہ جس کی تردید کرنا انتہائی مشکل ہے کہ حکومتی اقدامات میں خیر خواہی کا عنصر قطعاً نہیں پایا جاتا۔ ملک بھر کے مدارس کے بورڈ کی طرف سے متفقہ طور پر حکومتی تجاویز اور اقدامات کو مسترد کرنا اس کی واضح دلیل ہے' پھر ان تجاویز کو اہل مدارس کے مشورہ اور غور وخوض کے بغیر مدارس پر مسلط کرنے کا

عندیہ دینا بجائے خود اس امر کی دلیل ہے کہ دینی مدارس قوم کے ہونہار سپوتوں کو صرف معیاری تعلیم ہی نہیں دے رہے بلکہ وہ حکومت کا بہت بڑا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ آج جبکہ عصری تعلیمی ادارے تجارت گاہیں بن چکی ہیں اور دینی مدارس کی طرف سے بغیر کسی فیس کے اتنی کثیر تعداد میں غریب قوم کے نوجوانوں کو علوم نبوت جیسی اعلیٰ تعلیم دینا اور حکومت سے تعاون حاصل کئے بغیر ان کی رہائش‘ خوراک‘ کتب اور دیگر ضروریات کا انتظام کرنا اتنی بڑی قومی خدمت ہے‘ جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے‘ دینی مدارس کے تاریخی پس منظر پہ نگاہ رکھنے والا ہر ذی شعور مسلمان اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ انگریز حکمرانوں نے برصغیر میں اپنے قدم جماتے ہی دینی مدارس کے مصارف و اخراجات کے لئے قائم کردہ اوقاف اور وظائف ختم کر کے ان کی جگہ لارڈ میکالے کا نظام تعلیم رائج کیا اور اس جدید تعلیم کے جادو نے اعلیٰ طبقہ کے بہترین دماغوں کو مردار دنیا کی طرف راغب کیا تو ہمارے اکابرین اور درویشان خدا مست نے قوم کے غریب‘ کمزور اور پسماندہ طبقہ کے بچوں کو اپنی آغوش شفقت میں لے کر اپنی ساری صلاحیتیں ان کی بہترین تعلیم و تربیت پر صرف کر دیں‘ ان بزرگوں نے ایسے پسماندہ اور قوم کے غریب بچوں کے لئے دینی مدارس میں مفت تعلیم و تربیت کا نظام رائج کیا‘ پوری دنیا نے دیکھا کہ یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ہمارے اکابرین کی خلوص نیت کی بنیاد پر انتہائی کامیاب ہوا‘ جس کے نتیجہ میں دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے غرباً کے دم قدم سے آج گلشن محمدیؐ سدا بہار ہے۔

موجودہ پرفتن دور میں جبکہ مادیت‘ کفر و الحاد‘ شرک و بدعات کا سیلاب چاروں طرف سے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف امڈ رہا ہے‘ دینی مدارس کی افادیت و ضرورت مزید واضح ہو جاتی ہے‘ اس گئے گزرے دور میں مدارس دینیہ کی خدمات بلاشبہ معجزہ نبوت ہیں‘ اگر یہ اکابرین امت اور وارثان علوم نبوت مدارس کے ذریعے یہ دینی خدمات انجام نہ دیتے تو برصغیر میں انگریز کے لائے ہوئے نظام تعلیم کے ذریعے سے اسلام کے آثار اسی طرح مٹا دیئے جاتے‘ جس طرح اسپین وغیرہ سے مٹا دیئے گئے۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ گزشتہ صدی میں دینی مدارس نے برصغیر میں دین خداوندی کی نگہبانی اور گلشن نبویؐ کی آبیاری کا فریضہ جس اخلاص سے انجام دیا ہے آج اس کی برکت سے علوم نبوت کی بہاریں اور گلشن محمدیؐ کی شادابی قائم و دائم ہے اور دینی مدارس کے طفیل سے قال اللہ و قال الرسول کی پاکیزہ صدائیں دنیا کو معطر اور جذبات ایمانی کو تازہ کرتی رہی ہیں اور تا قیامت کرتی رہیں گی۔ دینی مدارس اسلام کے وہ قلعے ہیں جن سے ہمیشہ اسلام کا دفاع ہوا‘ یہ وہ اسلامی چھاؤنیاں ہیں جن میں ملک و ملت کی پاسبانی کی تربیت دی جاتی ہے‘ دینی مدارس کے متعلقین نے ہمیشہ لادینیت‘ اور مغربیت کے طوفانوں کے منہ موڑے ہیں‘ اور مادیت کے ایمان شکن تھپیڑوں میں ملت اسلامیہ کو روحانی غذا فراہم کی‘ سینکڑوں مشکلات اور ہزاروں رکاوٹوں کا مقابلہ کر کے ہر دور میں اپنا فریضہ انجام دیا ہے اور انشاء اللہ جب تک اللہ تعالیٰ کو علوم نبوت دنیا میں باقی رکھنا مقصود و منظور ہے یہ ادارے زندہ و پائندہ رہیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں ختم نہیں کر سکتی‘ ان اداروں سے ٹکرانا عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

دینی مدارس کی مخالفت اور کردار کشی کرنے والے افراد اپنی قبر اور آخرت خراب کر رہے ہیں‘ اس سے ان کو توبہ کرنی چاہئے‘ لڑائی کے لئے اور محاذ بہت ہیں‘ دینی مدارس نہ تخریب کاری کے اڈے ہیں‘ نہ ناجائز اسلحہ کے مال گودام ہیں اور نہ ہی فرقہ واریت کا عنصر یہاں پرورش پا رہا ہے بلکہ یہ دینی مدارس اللہ تعالیٰ کے کارخانہ حفظ دین کے شعبے ہیں‘ دین کی حفاظت کا کارخانہ کسی مولوی کے سپرد نہیں کہ تم اس کا مقابلہ کر سکو‘ اس کارخانہ کا نظام اس پاک ذات نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے‘ جس نے "انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون" کا اعلان فرمایا ہے‘ دینی مدارس کے علماً و طلباً اس کارخانہ خداوندی کے باوردی ملازم ہیں اگر کسی نے ان سے الجھنے کی کوشش کی تو اندیشہ ہے کہ وہ مالک الملک کی غیرت اور قہر و غضب کا نشانہ بن جائے گا‘ اگر اس ذات نے اپنے عذاب کا کوڑا برسایا تو دین دشمن افراد کے لئے جان کی امان مشکل ہو جائے گی‘ اگر کسی نے طاقت کے بل بوتے پر دینی مدارس کو مٹانے کی کوشش کی تو سب سے پہلے وہ خود صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا‘ ایسے افراد تاریخ سے سبق حاصل کریں کیونکہ دین اسلام دنیا میں مٹنے کے لئے نہیں بلکہ پھیلنے کے لئے آیا ہے اور تا قیامت پھیلتا رہے گا‘ اس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے والے داستان عبرت بن گئے لیکن دین اسلام روز اول کی طرح پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے اور تا قیامت چمکتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو دین اسلام کی قدر و منزلت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا اللہ وسایا

اجرائے نبوت کا مرزائی عقیدہ

سوال:...... مرزائی اجرائے نبوت پر جن آیات مبارکہ اور احادیث میں تحریف کرتے ہیں ان میں سے تین کو ذکر کر کے ان کا شافی جواب لکھیں؟

جواب:... مرزائیوں سے ختم نبوت و اجرائے نبوت پر بحث کرنا اصولی طور پر غلط ہے اس لئے کہ ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان ختم نبوت و اجرائے نبوت کا مسئلہ مابہ النزاع ہی نہیں۔ مسلمان بھی نبوت کو ختم مانتے ہیں، قادیانی بھی۔ اہل اسلام کے نزدیک رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا، مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں۔

اب فرق واضح ہو گیا کہ مسلمان رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو بند مانتے ہیں، قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی پر، اس وضاحت کے بعد اب قادیانیوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ سارے قرآن و حدیث سے ایک آیت یا ایک حدیث پڑھیں، جس میں لکھا ہوا ہو کہ نبوت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہ سو سال میں ایک مرزا صاحب نبی بنے ہیں، اور مرزا قادیانی کے بعد قیامت تک اور کوئی نبی نہیں بنے گا۔ قیامت تک تمام زندہ مردہ قادیانی اکٹھے ہو کر ایک آیت اور ایک حدیث اس عاملہ میں نہیں دکھا سکتے۔

مرزا کہتا ہے

ا:...... ''نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۶، ۴۰۷ ج ۲۲)

۲:...... ''چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا، وہ میں ہوں، اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے، کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا، اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱ روحانی خزائن ص ۲۱۵ ج ۱۸)

۳ ''اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں پس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گزرا۔''

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۳۸ از مرزا محمود قادیانی)

۴:...... ''ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا، مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح ص ۵۶، روحانی خزائن ص ۶۱ ج ۱۹)

۵:...... ''فاراد الله ان يتم البناء و يكمل البناء باللبنة الاخيرة فانا تلك اللبنة۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۱۱۲ خزائن ص ۱۷۸ ج ۱۶)

''پھر اللہ نے چاہا کہ نبوت کی عمارت کو آخری اینٹ سے مکمل کرے وہ آخری اینٹ میں ہوں۔''

۶:...... ''امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آ سکتے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔''

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

ان اقتباسات کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی قرار دیتا ہے، گویا مرزا قادیانی خاتم النبیین ہے۔ معاذ اللہ۔

قادیانی تحریفات:

آیت نمبر ا:...... ''یبنی ادم اما یاتینکم''

قادیانی:...... ''یبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی فمن اتقی و اصلح فلا خوف علیهم و لا هم یحزنون۔''

(اعراف: ۳۵)

یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ لہٰذا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے۔ آپؐ کے بعد بنی آدم کو خطاب ہے۔ لہٰذا جب تک بنی آدم دنیا میں موجود ہیں،

اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

جواب ۱:...... اس آیت کریمہ سے قبل اسی رکوع میں تین بار "یا بنی آدم" آیا ہے۔ اور اول "یا بنی آدم" کا تعلق "اھبطوا بعضکم لبعض عدو لکم" سے ہے۔ "اھبطوا" کے مخاطب سیدنا آدم علیہ السلام و سیدہ حوا ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں بھی آدم علیہ السلام کے وقت کی اولاد آدم کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ پھر زیر بحث آیت نمبر ۳۵ ہے۔ آیت نمبر ۱۰ سے سیدنا آدم علیہ السلام کا ذکر شروع ہے۔ اس تسلسل کے تناظر میں دیکھا جائے تو حقیقت میں یہ خطاب اولین اولاد آدم علیہ السلام کو ہے۔ اس پر قرینہ اس کا سباق ہے۔ تسلسل اور سباق آیات کے صراحتاً دلالت موجود ہے کہ یہاں پر حکایت حال ماضیہ کے طور پر اس کو حکایت کیا گیا ہے۔

جواب ۲:...... قرآن مجید کے اسلوب بیان سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ کی امت اجابت کو "یا ایھا الذین امنوا" سے مخاطب کیا جاتا ہے، اور آپ کی امت دعوت کو "یا ایھا الناس" سے خطاب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی آپ کو یا بنی آدم سے خطاب نہیں کیا گیا، یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ آیت بالا میں حکایت ہے حال ماضیہ کی۔

ضروری وضاحت:

ہاں البتہ "یا بنی آدم" کی عمومیت کے حکم میں آپ کی امت کے لئے وہی سابقہ احکام ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ منسوخ نہ ہو گئے ہوں، اگر وہ منسوخ ہو گئے یا کوئی ایسا حکم جو آپ کی امت کو اس عمومیت میں شمول سے مانع ہو تو پھر آپ کی امت کا اس عموم سے سابقہ نہ ہوگا۔

جواب ۳:...... کبھی قادیانی کرم فرماؤں نے یہ بھی سوچا کہ بنی آدم میں تو ہندو، عیسائی، یہودی، سکھ بھی شامل ہیں۔ کیا ان میں سے نبی پیدا ہو سکتا ہے؟! اگر نہیں تو پھر ان کو اس آیت کے عموم سے کیوں خارج کیا جاتا ہے؟ ثابت ہوا کہ خطاب عام ہونے کے باوجود حالات و واقعات وقرائن کے باعث اس عموم سے کئی چیزیں خارج ہیں۔ پھر بنی آدم میں تو عورتیں، ہیجڑے بھی شامل ہیں، تو کیا اس عموم سے ان کو خارج نہ کیا جائے گا؟! اگر یہ کہا جائے کہ عورتیں وغیرہ تو پہلے نبی نہ تھیں اس لئے وہ اب نہیں بن سکتیں تو پھر ہم عرض کریں گے کہ پہلے رسول مستقل آتے تھے، اب تم نے رسالت کو اطاعت سے وابستہ کر دیا ہے تو اس میں ہیجڑے و عورتیں بھی شامل ہیں۔ لہٰذا مرزائیوں کے نزدیک عورتیں و ہیجڑے بھی نبی ہونے چاہئیں۔

جواب ۴:...... اگر "یا بنی ادم اما یاتینکم رسل" سے رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو "اما یاتینکم منی ھدی" میں وہی "یاتینکم" ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نئی شریعت بھی آ سکتی ہے تو مرزائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہوا، کیونکہ ان کے نزدیک تو اب تشریعی نبی نہیں آ سکتا۔

جواب ۵:......

۱:...... "اما" حرف شرط ہے، جس کا تحقق ضروری نہیں۔ "یاتینکم" مضارع ہے اور ہر مضارع کے لئے استمرار ضروری نہیں، جیسا کہ فرمایا: "اما ترین من البشر احدا" کیا حضرت مریم قیامت تک زندہ رہیں گی اور کسی بشر کو دیکھتی رہیں گی؟ مضارع اگرچہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے، مگر استمرار کے لئے قیامت تک رہنا ضروری نہیں، جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے اس کے لئے مضارع استمرار سے تعبیر کرنا جائز ہے۔ اس کی ایک مثال گزر چکی۔

۲:...... "انا انزلنا التوراة فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون" ظاہر ہے کہ تورات کے موافق حکم کرنے والے گزر چکے، آپ کی بعثت کے بعد کسی کو حق کہ صاحب تورات کو بھی حق حاصل نہیں اس کی تبلیغ کا۔

۳:...... "واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم ومن بلغ" چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمانہ تک ڈراتے رہے مگر اب بالواسطہ آپ کی انذار و تبشیر مسدود ہے۔

۴:...... "وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر" تسبیح داؤد کی زندگی تک ہی رہی پھر مسدود ہو گئی مگر ہر جگہ صیغہ مضارع کا ہے۔

جواب ۶:......

(۱)...... اما یاتینکم منی ھدی۔ (بقرہ)۔
(۲)...... واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (انعام:۱۸)۔
(۳)...... فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون (انعام: ۵۸)۔ (۴)...... واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فالینا مرجعھم (یونس: ۴۶)۔ (۵)...... اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما (بنی اسرائیل:۲۳)۔
(۶)...... فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما (مریم:۲۶)۔ (۷)...... اما ترینی ما یوعدون رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین (مومنون:۹۳)۔ (۸)...... و اما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ (سجدہ:۳۶)۔
(۹)...... فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون (زخرف:۴۱)۔ (۱۰)...... "فاما نرینک بعض الذی نعدھم۔"

ان تمام آیات میں نون ثقیلہ مضارع ہونے کے باوجود قادیانیوں کو بھی تسلیم ہے کہ اب استمرار نہیں، بلکہ حکایت حال ماضی کا بیان ہے۔

جواب:۷...... درمنثور ج ۲ ص ۸۲ میں زیر بحث آیت بذا لکھا ہے:

''یا بنی ادم اما یاتینکم رسل منکم الایۃ اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی فقال ان اللہ تبارک و تعالی جعل ادم و ذریۃ فی کفہ فقال یا بنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی، ثم نظر الی الرسل فقال یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا۔''

''ابی یسار سلمی سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی جملہ اولاد کو (اپنی قدرت ورحمت کی) مٹھی میں لیا اور فرمایا: ''یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم ...... الخ'' پھر نظر (رحمت) رسولوں پر ڈالی تو ان کو فرمایا کہ: ''یاایھا الرسل...... الخ'' غرض یہ کہ عالم ارواح کے واقعہ کی حکایت ہے۔''

جواب:۸: بالفرض والتقدیر اگر اس آیت کو اجرائے نبوت کا مستدل مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا غلام احمد قادیانی قیامت کی صبح تک نبی قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ وہ بقول خود آدم کی اولاد ہی نہیں، اور یہ آیت تو صرف بنی آدم سے متعلق ہے، مرزا نے خود اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ پنجم روحانی خزائن ص ۱۲۷ ج ۲۱)

آیت ۲: من یطع اللہ والرسول:

''ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔''

(نساء: ۶۹)

قادیانی:...... جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں وہ نبی ہوں گے، صدیق ہوں گے، شہید ہوں گے، صالح ہوں گے، اس آیت میں چار درجات کے ملنے کا ذکر ہے، اگر انسان صدیق، شہید، صالح بن سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں بن سکتا؟ تین درجوں کو جاری ماننا ایک کو بند ماننا تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر صرف معیت مراد ہو تو کیا حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق اعظمؓ صدیقیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے، خود صدیق اور شہید نہ تھے؟۔

جواب:۱...... آیت مبارکہ میں درجات ملنے کا ذکر نہیں بلکہ جو اللہ تعالی اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے وہ آخرت میں انبیاء، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ ''حسن اولئک رفیقا'' ظاہر کرتے ہیں۔

جواب۲: یہاں معیت ہے عینیت نہیں ہے۔ معیت فی الدنیا ہر مومن کو حاصل نہیں اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرۃ ہی ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کے مسلمہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدینؒ نے اپنی تفسیر جلالین شریف میں اس آیت کا شان نزول لکھا ہے:

''قال بعض الصحابۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف نراک فی الجنۃ وانت فی الدرجات العلی ونحن اسفل منک فنزل ومن یطع اللہ والرسول فیما امربہ فاولئک مع الذین انعم اللہ من النبیین والصدیقین افاضل اصحاب الانبیا لمبالغتھم فی الصدق والتصدیق والشھداء القتلی فی سبیل اللہ والصلحین غیر من ذکر وحسن اولئک رفیقا، رفقا فی الجنۃ بان یستمتع فیھا برؤیتھم وزیارتھم والحضور معھم وان کان مقرھم فی درجات عالیۃ۔''

(جلالین ص ۸۰)

''بعض صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات پر ہوں گے، تو آپ کی زیارت کیسے ہوگی؟ پس یہ آیت نازل ہوئی ''من یطع اللہ والرسول ...... الخ'' یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرامؓ انبیاء علیہم السلام کی زیارت و حاضری سے فیضیاب ہوں گے، اگرچہ ان (انبیاء) کا قیام بلند مقام پر ہوگا۔''

اسی طرح تفسیر کبیر ص ۱۷۰ ج ۱۰ میں ہے:

''من یطع اللہ والرسول ذکروا فی سبب النزول وجوھا۔ الاول روی جمیع من المفسرین ان ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید الحب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل الصبر عنہ فاتاہ یوما وقد تغیر وجھہ ونحل جسمہ وعرف الحزن فی وجھہ فسالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالہ فقال یارسول اللہ مابی وجع غیرانی اذالم ارک اشتقت الیک واستوحشت وحشۃ شدیدا حتی القاک فذکرت الاخرۃ فخفت ان لا اراک ھناک لانی ان ادخلت الجنۃ فانت تکون فی الدرجات النبیین وانا فی الدرجۃ العبید فلا اراک وان انالم ادخل الجنۃ فحینئذ لااراک ابدا فنزلت ھذہ الایۃ۔''

ترجمہ: ''من یطع اللہ...... الخ'' (اس آیت) کے شان نزول کے کئی اسباب مفسرین نے ذکر کئے ہیں۔ ان میں پہلا یہ ہے کہ حضرت ثوبانؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، وہ آپ کے بہت زیادہ شیدائی تھے (جدائی پر) صبر نہ کر سکتے تھے،

ایک دن غمگین صورت بنائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ان کے چہرہ پر حزن وملال کے اثرات تھے، آپ نے وجہ دریافت فرمائی، تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں، بس اتنا ہے کہ آپ کو نہ دیکھیں تو اشتیاق ملاقات میں بے قراری بڑھ جاتی ہے۔ آپ کی زیارت ہوئی آپ نے قیامت کا تذکرہ کیا تو سوچتا ہوں کہ جنت میں داخلہ ملا بھی تو آپ سے ملاقات کیسے ہوگی، اس لئے کہ آپ تو انبیاً کے درجات میں ہوں گے، اور ہم آپ کے غلاموں کے درجہ میں، اور اگر جنت میں سرے سے میرا داخلہ ہی نہ ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے ملاقات سے گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔''

معلوم ہوا کہ اس معیت سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔ ابن کثیر، تنویر المقیاس، روح البیان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے:

حدیث:...... ''قال رسول اللہ ﷺ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء۔'' (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ص۲۰۹ ج۲، ابن کثیر ص۵۲۳ ج۱ طبع مصر)

ترجمہ: ''آپ نے فرمایا کہ سچا تاجر امانت دار (قیامت کے دن) نبیوں صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

اگر معیت سے درجہ ملنا ثابت ہے تو مرزائی بتائیں کہ اس زمانہ میں کتنے امین وصادق تاجر نبی ہوئے ہیں؟

''عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والآخرۃ وکان فی شکواہ الذی قبض اخذتہ بحۃ شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین فعلمت انہ خیر۔'' (مشکوٰۃ ص۵۴۷ ج۲، ابن کثیر ص۵۲۳ ج۱)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہر نبی، مرض (وفات) میں اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم آخرت میں، جس مرض میں آپ کی وفات ہوئی آپ ﷺ اس مرض میں فرماتے تھے: ''مع الذین انعمت علیہم من النبیین'' اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو بھی دنیا وآخرت میں سے ایک کا اختیار دیا جارہا ہے۔''

معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں کیونکہ نبی تو پہلے بن چکے تھے آپ کی تمنا آخرت کی معیت کے متعلق تھی۔

درجات کے ملنے کا تذکرہ:

قرآن کریم میں جہاں دنیا میں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے، اگرچہ باقی تمام درجات کا ملنا مذکور ہے، مثلاً:

۱:...... ''والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم۔'' (الحدید:۱۹)

ترجمہ: ''اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس۔''

۲:...... ''والذین آمنوا وعملوا الصالحات لندخلنہم فی الصالحین۔'' (عنکبوت:۹)

ترجمہ: ''اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔''

۳:...... سورۃ حجرات کے آخر میں: ''مجاہدین فی سبیل اللہ'' کو فرمایا ''اولئک ہم الصادقون۔''

ان آیات میں صدیق، صالح وغیرہ درجات ملنے کا ذکر ہے، مگر نبوت کا ذکر نہیں۔ غرض جہاں درجات حاصل کرنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا ذکر نہیں۔ جہاں نبوت کا ذکر ہے وہاں درجات ملنے کا ذکر نہیں بلکہ صرف معیت مراد ہے۔

جواب۳:...... کیا تیرہ سو سال میں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے یا نہ؟ اگر اطاعت اور پیروی کی ہے تو نبی کیوں نہ بنے؟ اور اگر کسی نے بھی اطاعت وپیروی نہیں کی تو آپ کی امت خیر امت نہ ہوئی بلکہ شر امت ہوگی نعوذ باللہ، جس میں کسی نے بھی اپنے نبی کی کامل پیروی نہ کی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں صحابہ کرامؓ کے متعلق خود شہادت دے دی ہے کہ: ''یطیعون اللہ ورسولہ'' (سورۂ توبہ:۷۱) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ بتاؤ وہ نبی کیوں نہ ہوئے؟ اس لئے کہ اگر اطاعت کاملہ کا نتیجہ نبوت ہے تو اکابر صحابہ کرامؓ کو یہ منصب ضرور حاصل ہوتا جنہیں ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کا خطاب ملا اور یہی رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''رضوان من اللہ اکبر'' (توبہ:۷۲)

جواب۴:...... اگر بفرض محال پانچ منٹ کے لئے تسلیم کرلیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں نبوت ملتی ہے تو اس آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ تم غیر تشریعی کی کوئی تخصیص کیوں کرتے ہو؟ اگر اس آیت میں نبوت ملنے کا ذکر ہے تو آیت میں النبیین ہے المرسلین نہیں، اور نبی تشریعی ہوتا ہے جیسا کہ نبی ورسول کے فرق سے واضح ہے، تو اس لحاظ سے پھر تشریعی نبی آنے چاہئیں، یہ تو تمہارے عقیدہ کے بھی خلاف ہوا، مرزا کہتا ہے:

''اب میں بموجب آیت کریمہ: ''واما بنعمۃ ربک فحدث'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کرکے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی۔'' (حقیقۃ الوحی ص۶۷، روحانی خزائن ص۷۰ ج۲۲)

اس حوالہ سے تو ثابت ہوا کہ مرزا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نہیں بلکہ وہبی طور پر نبوت ملی۔ تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال باطل ہوا۔

جواب:۵...... اگر اطاعت کرنے سے نبوت ملتی ہے تو نبوت کسبی چیز ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ'' نبوت وہبی چیز ہے جو اسے کسبی مانے وہ کافر ہے۔

نبوت وہبی چیز ہے:

۱...... علامہ شعرانی ''الیواقیت والجواہر'' میں تحریر فرماتے ہیں

''فان قلت فهل النبوة مكتسبة او موهوبة فالجواب ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل اليها بالنسك والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقاء...... وقد افتى المالكية وغيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة''

(الیواقیت والجواہر ص۱۶۴،۱۶۵ ج۱)

ترجمہ: ''کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ محنت و کاوش سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی فرقہ...... از مترجم) کا خیال ہے، مالکیہ وغیرہ نے کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔''

۲...... قاضی عیاض شفا میں لکھتے ہیں:

''من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله عليه وسلم او بعده...... او من ادعى النبوة لنفسه او جوز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها الخ وكذالك من ادعى منهم انه يوحى اليه وان لم يدع النبوة...... فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم لانه اخبر صلى الله عليه وسلم انه خاتم النبيين لا نبي بعده۔''

(شفا ص۲۴۶،۲۴۷ ج۲)

ترجمہ: ''ہمارے نبی ﷺ کی موجودگی یا آپ ﷺ کے بعد جو کوئی کسی نبوت کا قائل ہو یا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، یا پھر دل کی صفائی کی بنا پر اپنے کسب کے ذریعہ نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا، یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا، اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کیا، تو یہ سب قسم کے لوگ نبی ﷺ کے دعویٰ...... ''انا خاتم النبیین''...... کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر ٹھہرے۔''

ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت کے کسبی ہونے کا عقیدہ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدا اور رسول کا عنصر رکھتا ہے، اور ایسا عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ و دیگر علماء کے نزدیک قابل گردن زدنی اور کافر ہے۔

جواب:۶...... اگر نبوت ملنے کے لئے اطاعت و تابعداری شرط ہے تو غلام احمد قادیانی پھر بھی نبی نہیں ہے، کیونکہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تابعداری نہیں کی جیسے: (۱) مرزا نے حج نہیں کیا، (۲) مرزا نے ہجرت نہیں کی، (۳) مرزا نے جہاد بالسیف نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو حرام کہا، (۴) مرزا نے کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھے، (۵) ہندوستان کے قحبہ خانوں میں زنا ہوتا رہا مگر مرزا غلام احمد نے کسی زانیہ یا زانی کو سنگسار نہیں کرایا، (۶) ہندوستان میں چوریاں ہوا کرتی تھیں مگر مرزا جی نے کسی چور کے ہاتھ نہیں کٹوائے۔

جواب:۷...... نیز مع کا معنی ساتھ کے ہیں، جیسے: ''ان اللہ معنا، ان اللہ مع المتقین، ان اللہ مع الذین اتقوا، محمد رسول اللہ والذین معہ، ان اللہ مع الصابرین'' نیز اگر نبی کی معیت سے نبی ہوسکتا ہے تو خدا کی معیت سے خدا بھی ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ۔

جواب:۸...... یہ دلیل قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے، اس لئے مرزائی اپنے استدلال کی تائید میں کسی مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں، بغیر اس تائید کے ان کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے، اس لئے کہ مرزا نے لکھا ہے:

''جو شخص ان (مجددین) کا منکر ہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔'' (شہادۃ القرآن ص۴۸ خزائن ص۳۴۴ ج۶)

جواب:۹...... اگر مرزائیوں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی و بروزی؟ اگر نبوت کا ظلی بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی و بروزی ہونے چاہئیں، حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی و بروزی ہونے کا قائل نہیں، اور اگر صدیق وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی ماننا چاہئے۔ حالانکہ تشریعی اور مستقل نبوت کا ماننا خود مرزائیوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے یہ دلیل مرزائیوں کے دعویٰ کے مطابق نہ ہوگی۔

آیت:۳...... وآخرین منهم لما یلحقوا بهم:

قادیانی...... طائفہ قادیانیہ چونکہ ختم نبوت کا منکر ہے، اس لئے قرآن مجید کی تحریف کرتے ہوئے آیت: ''هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منهم لما یلحقوا بهم'' (جمعہ:۲،۳) کو بھی ختم نبوت کی نفی کے لئے پیش کردیا کرتے ہیں۔ طریق استدلال یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے امیین میں ایک رسول عربی ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس طرح بعد کے لوگوں میں بھی ایک نبی قادیان میں پیدا ہوگا۔ معاذ اللہ۔

باقی آئندہ

کارکن تحریک ختم نبوت شہید حزیمہ حشمت قتل کیس

جناب حشمت حبیب ایڈووکیٹ

ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ جو راہ حق میں جان دے دے وہ شہید ہے اور شہید کا مدعی خود اللہ تعالیٰ ہے' شہید کے قاتل اور اس کے مددگاروں کا حشر حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علی رضی اللہ عنہم کے قاتلوں جیسا ہوتا ہے' ایسے ہی حشر سے وہ تمام لوگ دوچار ہوکر عبرت کا نمونہ بنیں گے جنہوں نے ہونہار طالبہ حزیمہ حشمت کو تین گھنٹے تک قید رکھ کر تشدد کر کے قتل کر دیا' اس قتل کے بعد جن لوگوں کے قاتلوں کو بچانے کی کوشش کی وہ بھی اپنے انجام کو پہنچ رہے ہیں۔ یہ قتل ۲۸/ اگست ۱۹۹۷ء کو وفاقی حکومت کالج برائے خواتین ایف سیون ٹو میں ہوا۔ اس وقت حکمران نواز شریف تھے اور غوث علی شاہ وزیر تعلیم اور مشاہد حسین وزیر اطلاعات ان سب کا حشر کسی سے چھپا ہوا نہیں' اس قتل میں براہ راست ملوث پرنسپل فرحت مجتبیٰ' وائس پرنسپل آصفہ مبشر' وارڈن ناہید کوثر' ٹیچر فرخ جنید اور ان کے شریک چلتی پھرتی لاشیں بن چکے ہیں' ان کا ذہنی توازن بھی اپنی جگہ برقرار نظر نہیں آتا۔ انکوائری آفیسر فقیر کھوکھر ایک نظر پژمردہ دکھائی دیتا ہے' جن لوگوں نے قاتلوں کا ساتھ دیا وہ سب بھی دربدر دکھائی دیتے ہیں' اس کے باوجود قاتل اور ان کے ساتھی حزیمہ حشمت کے قتل کو ایک قدرتی موت قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں اور اس تمام کارروائی کے پیچھے اسلام آباد پولیس کے ڈپٹی لیگل شجاعت نقوی کا دماغ ہے اور حال ہی میں اس دماغ نے اسلام آباد کے ایس ایس پی ناصر درانی کو اپنا شکار بنایا' حالانکہ پریس نے ایس ایس پی کی یہ شہرت بنائی ہے کہ وہ مجرموں کو نہیں چھوڑتا لیکن قاتل مافیہ نے ایس ایس پی سے ایسا کام کروایا کہ انہوں نے لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس محمد نواز عباسی' آئی ایس آئی کے سربراہ' وفاقی وزیر داخلہ معین حیدر اور آئی جی اسلام آباد کے احکامات کو ہی نظر انداز نہیں کیا بلکہ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کے حکم کو بھی کھوہ کھاتے میں ڈال دیا۔ ایس ایس پی کی قانونی سوجھ بوجھ ذہانت اور جرأت کی تفصیل یہ ہے کہ:

''شہید حزیمہ کے والد جناب حشمت حبیب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے جنرل پرویز مشرف کو ایک درخواست میں اپنی بیٹی کے قتل کے ناقابل تردید ثبوت کے ساتھ قاتل مافیا اور ان کے آلہ کار بننے والے انکوائری آفیسر اور قاتل مافیا کے ساتھ ملی بھگت کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا اور یہ درخواست کی کہ قاتل مافیا کے ارکان گریڈ بیس کی آفیسر ہیں' نوکر شاہی ان کے زیر اثر ہیں اور پولیس ان کی مددگار بن چکی ہے۔ جنرل پرویز مشرف کو یہ بھی بتایا گیا کہ اس سے پہلے مسٹر جسٹس محمد نواز عباسی کے احکامات کو بے اثر بنا دیا گیا ہے' وفاقی وزیر داخلہ آئی ایس آئی اور خود انسپکٹر جنرل پولیس اسلام آباد کے کسی حکم پر اس لئے عمل نہیں کیا گیا کیونکہ ڈپٹی لیگل شجاعت نقوی نے پولیس کو یہ باور کرایا ہے کہ جب تک فقیر کھوکھر کی انکوائری کا نتیجہ نہیں نکلتا پولیس تفتیش نہیں کر سکتی۔ جب فقیر کھوکھر نے بغیر کسی شہادت اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ حزیمہ کی موت قدرتی موت ہے تو پھر باوجود آئی جی پولیس کے اس اعتراف کے کہ انکوائری افسر کی رپورٹ صرف ایک رائے ہے جو تفتیش کا راستہ بند نہیں کر سکتی اور وزیر داخلہ اور آئی ایس آئی کے تفتیش کرنے کے احکامات کے باوجود یہ کہہ کر تفتیش کو روک دیا گیا کہ انکوائری افسر کیونکہ ہائی کورٹ کا جج ہے' اس لئے ہائی کورٹ ہی جب تک انکوائری افسر کی رائے کو تبدیل نہیں کرتی' پولیس تفتیش نہیں کر سکتی' اس طرح قتل کے ظالمانہ واقعہ کی بھی تفتیش ہی نہیں کی گئی۔''

ادھر وزارت قانون کے سیکریٹری جو کہ حزیمہ کیس کے انکوائری افسر تھے اس درخواست کو بھی داخل دفتر کروانے میں کامیاب ہو گئے تقریباً ڈیڑھ سال انتظار کرنے کے بعد جنرل پرویز مشرف کو ایک یادداشت دی گئی جس میں بتایا گیا کہ:

''اس قتل کی تحقیقات وزارت قانون کے مشورے سے کبھی نہیں ہوئی کیونکہ موجودہ سیکریٹری قانون دو سال تک انکوائری کو طول دیتا رہا تا کہ قاتل تمام شہادتیں ضائع کر دیں نوکر شاہی نے قاتلوں کو پھر سے ڈیوٹی پر لے لیا تا کہ وہ با اثر انداز رہیں ڈپٹی لیگل نے توہین عدالت میں وہلی ڈالا گیا' ایک بار کرنے سے چھوڑ نہیں آ سکتے اور چار

ہزار طالبات کے کالج میں عام باتھ روم میں تیس گھنٹے تک پڑے رہنا اور کسی کے علم میں دو دن تک نہ آنا ایک ناقابل یقین حقیقت ہے۔ قتل کی شاہدہ ماریا غضنفر کو کالج ہاسٹل سے غائب کر دینا' ریکارڈ میں جعل سازی کرنا' پولیس افسر انسپکٹر زبیر شیخ کا پرنسپل کو چھاپے کے بارے میں آگاہ کرنا' حزیمہ کا ۲۸ تاریخ کو صبح گھر فون پر رابطہ قائم کرنا اور دوسری ناقابل تردید شہادتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ قتل اور صرف قتل ہے۔''

میڈیکل بورڈ کے آٹھ ماہر ڈاکٹر موت کا سبب بتانے سے قاصر ہیں لیکن فقیر کھوکھر کو یہ الہام ہوا کہ یہ قدرتی موت ہے جبکہ اس کی تقرری اس مقصد کے لئے نہیں ہوئی تھی۔ ان شہادتوں کی بنیاد پر صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف سے درخواست کی گئی کہ اس قتل کی تفتیش کے لئے فوج کے افسران کو شامل کیا جائے تاکہ قاتلوں کی گردن ناپی جاسکے۔ جنرل پرویز مشرف کے احکامات پر فوجی حکام نے ایک چار سالہ پرانے کیس کی ابتدائی تفتیش کی اور اپنے حکام کو یہ رپورٹ دی کہ:

''حزیمہ کی موت باتھ روم میں گر کر نہیں ہوسکتی اور نہ ہی تیس گھنٹے تک کسی کے علم میں آئے بغیر حزیمہ باتھ روم میں رہ سکتی تھی۔''

اس رپورٹ پر غور وخوض کے بعد اعلیٰ فوجی حکام نے جوائنٹ کورٹ آف انکوائری کرنے کا فیصلہ کیا اور اس فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے لئے اسپیشل آرمی مونیٹرنگ ٹیم کے ٹریل ون بریگیڈ کو ہدایت کی کہ وہ اس واقعہ کے تمام حقائق اور شواہد تلاش کرنے کے لئے جوائنٹ کورٹ آف انکوائری کی جائے لیکن ٹریل ون بریگیڈ نے یہ احکامات اسپیشل مانیٹرنگ ٹیم اسلام آباد کو بھجوائے جنہوں نے ایس ایس پی درانی کو اس حکم پر عملدرآمد کرنے کی ہدایت کی۔ ایس ایس پی درانی نے بغیر کسی تحقیقات یا تفتیش اپنے قانونی دماغ ڈپٹی لیگل کی رائے کو درست تسلیم کیا اور یہ بھی زحمت نہیں کی کہ فائل کا مطالعہ کر لیتے اور آرمی کو یہ رپورٹ دی کہ پولیس اور عدلیہ کی تحقیقات کے دوران اور پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق حزیمہ کے جسم پر تشدد کے کوئی نشانات نہیں پائے گئے' اور فقیر کھوکھر رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ:

''حزیمہ حشمت کی موت قدرتی موت ہے' وہ تیس گھنٹے تک باتھ روم میں پڑی رہیں اور گرنے کی وجہ سے اس کو معمولی زخم آئے ہیں۔''

ایس ایس پی نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ:

''ایس پی کلیم امام کی ٹیم نے متعلقہ ریکارڈ کی جانچ پڑتال کر کے یہ رائے دی کہ قتل ثابت کرنے کے لئے کوئی شہادت نہیں پائی گئی۔''

اس طرح ایس ایس پی ناصر درانی کی رائے میں اس مقصد کی از سر نو تفتیش کا کوئی جواز نہیں۔

شہید حزیمہ حشمت کے والد جناب حشمت حبیب نے اسپیشل مانیٹرنگ ٹیم کے سربراہ کرنل حامد محمود کی موجودگی میں جب ایس ایس پی درانی سے ملاقات کی تو وہ کسی سوال کا جواب نہیں دے پائے اور اپنی جان چھڑانے کے لئے کہا کہ: ''خصوصی ٹیم وزارت داخلہ مقرر کر سکتی ہے۔'' اس کے بعد جناب حشمت نے ایس ایس پی کی رپورٹ کا تحریری جواب اسپیشل مانیٹرنگ ٹیم کو دیا' جس میں یہ بتایا کہ:

رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایس ایس پی درانی نے اپنے فرائض انجام دینے میں احتیاط سے کام نہیں لیا اور وہ اس کی ادائیگی میں بری طرح ناکام ہوئے' کیونکہ رپورٹ نے ثابت کیا ہے کہ وہ خالی الدماغ افسر ہیں جو اپنے ماتحت افسران کی بنائی ہوئی رپورٹ پر دستخط کرنا جانتے ہیں' ان کی رپورٹ قتل کے مقدمے کے کھلے حقائق سے بالکل برعکس ہیں اور وہ بھی اپنے ڈپٹی لیگل کی طرح تفتیش اور تحقیق یا رائے اور حقیقت کے فرق سے واقف نہیں۔''

ان کا یہ جواب اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ اپنے ماتحت کی اندھی تقلید کرتے ہیں اور انہوں نے یہ بھی دیکھنے کی زحمت نہیں کہ اس مقدمے کی مکمل تحقیق کر کے تفتیش کے لئے واضح احکامات جاری کئے گئے ان احکامات جاری کرنے والوں میں جنرل پرویز مشرف سے پہلے مسٹر نواز عباسی' آئی ایس آئی کے سربراہ' وفاقی وزیر داخلہ اور خود آئی جی پولیس اسلام آباد شامل ہیں۔ ناصر درانی کو یہ بھی علم نہیں کہ وزیر داخلہ نے بھی تین رکنی تفتیشی ٹیم مقرر نہیں کی بلکہ یہ ٹیم آئی جی نے بنائی تھی' جنہوں نے یہ اعتراف کیا تھا کہ فقیر کھوکھر کی رپورٹ صرف ایک رائے ہے جس سے تفتیش میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی لیکن یہ تفتیشی ٹیم بھی ایس پی کلیم امام کے تبادلے کے بعد کام نہیں کر سکی بعد میں ایس پی بابر ان کی جگہ آئے اور وہ بھی چھٹی پر بیرون ملک چلے گئے' کسی ٹیم نے کوئی تفتیش نہیں کی' ریکارڈ کی جانچ پڑتال کا نام تفتیش نہیں ہوتا۔ اسلام آباد پولیس قاتلوں کی ساتھی بن چکی ہے اور اس نے کبھی تفتیش کی ہی نہیں بلکہ ہمیشہ حکام بالا سے غلط بیانی کی۔

کوئی بھی شخص باتھ روم کا معائنہ کرلے حزیمہ کی پوسٹ مارٹم رپورٹ اور شہادت کے مطابق حزیمہ کے جسم پر چھ کاری زخم پائے گئے' پوسٹ مارٹم

رپورٹ کا تجزیہ کرنے والے ماہرین کی رپورٹ کے مطابق یہ قتل کیس ہے۔ آرمی کی تحقیقات کے مطابق بھی یہ طے شدہ ہے کہ حزیمہ کی موت باتھ روم میں واقع نہیں ہوئی' جہاں وہ تین گھنٹے تک کسی کے علم میں آئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس تحقیقات کے باوجود ایس ایس پی درانی کا یہ کہنا کہ: ''تفتیش کے لئے کوئی جواز نہیں ہے' پولیس کی عقل پر ماتم کرنے کے مترادف ہے۔'' پولیس جان بوجھ کر اس کیس کو دبانا چاہتی ہے' ایس ایس پی درانی اس حد تک چلے گئے کہ انہوں نے جنرل پرویز مشرف کے احکامات کے تحت کی جانے والی تمام تحقیق کو بے اثر کرنے کی جسارت کی ہے' جو فوجی حکمرانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے' اور اس بات کا ثبوت ہے کہ دارالحکومت میں بھی اصل حکمران پولیس ہے نہ کہ وہ لوگ جو ملک کو جمہوریت کی راہ پر ڈالنے اور عوام کو انصاف دلانے کی دعوے کر رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

''ظلم کی حکومت چل سکتی ہے لیکن ناانصافی کی حکومت نہیں چل سکتی۔''

پولیس کی قانونی مہارت کا یہ عالم ہے کہ ایک انکوائری افسر کی رائے کو آڑ بنا کر طالبہ کے قتل کو دبانے کی بھونڈی کوشش کی جا رہی ہے' جبکہ ایک عام سوجھ بوجھ کا حامل شخص بھی جانتا ہے کہ تحقیقاتی افسر کی رپورٹ صرف اور صرف ایک رائے ہے جبکہ اس کیس میں فقیر کھوکھر بھی قاتل مافیا کے مددگار بن کر قاتلوں کو مکمل تحفظ دے رہے ہیں کیونکہ اس نے باوجود درخواست پولیس کو یہ نہیں واضح کیا کہ اس کی رائے تفتیش پر اثر انداز نہیں ہوگی۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور الحمدللہ ہم مسلمان ہیں ناصر درانی ایک باریش شخص ہے ان کے بارے میں پریس نے عوام میں یہ تاثر دیا ہے کہ وہ دیندار شخص بھی ہے ان سے جو غفلت ہوئی ہے یا جو قاتل مافیا نے ان سے جو غلطی کروائی ہے' اس پر انہیں غور کرنا چاہئے' اگر انہیں یہ یقین ہو جائے کہ وہ بھی قاتل مافیا کے آلہ کار بن گئے ہیں تو انہیں توبہ کرنی چاہئے اور قتل کی مزید تفتیش کریں۔

ہمارے لئے ہمارے پیارے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک رہنمائی کا عمدہ نمونہ ہے۔ غزوہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر قیام فرمایا جنگ کے بعض ماہرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ نے اس مقام کا انتخاب وحی سے فرمایا ہے یا اپنی رائے سے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! جنگی نقطہ نظر سے یہ مقام مناسب نہیں بلکہ ہم کو بدر کے کنویں کے پاس آگے بڑھ کر ٹھہرنا چاہئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے تامل ان کی رائے پر عمل فرمایا۔

ایس ایس پی درانی کو یہ علم ہونا چاہئے کہ پولیس کے پاس تحقیقات کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے وہ صرف اور صرف تفتیش کر سکتی ہے اور تفتیش کا عمل کبھی رکتا نہیں ہے' کسی بھی مرحلے پر کوئی شہادت سامنے آجائے تو تفتیش کا عمل از خود شروع ہو جاتا ہے۔ اس کیس میں فوجی کارروائی کے بعد پولیس اور کالج انتظامیہ کی کہانی کا پول کھل گیا اب مزید کیا شہادت چاہئے؟

☆☆..........☆☆

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوں عاقل کے نائب امیر الحاج رضا محمد شیخ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف کی ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ میں گزری' مرحوم امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مولانا نذیر حسین اور جماعت ختم نبوت کے تمام بزرگوں کے بہت زیادہ عقیدتمند تھے' مرحوم کافی عرصہ سے صاحب فراش تھے لیکن اس کے باوجود ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تشریف لے جاتے' مرحوم نے اپنے انتقال سے کچھ دیر قبل اپنے بیٹے محمد اسمٰعیل کو وصیت کی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ وابستہ رہنا اور جماعت کے ہر دو رسالے ماہنامہ لولاک اور ہفت روزہ ختم نبوت باقاعدہ لیتے رہنا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اس صدمہ میں مرحوم کے اہل خانہ اور پنوں عاقل کی جماعت کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے ان کے حسنات کو قبول فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

قسط:1

تحریر:ابوالکلام آزاد

محبت کا کرشمہ

دنیا کی اس ترقی یافتہ مخلوق جسے "انسان" کہتے ہیں جب وہ دنیا کی ملمع سازی کو مقصد حیات بنالیتا ہے تو نیکی محبت فیاضی رخصت ہو جاتی ہے انسان کی بستی جو پہلے نیکی و محبت کی دنیا اور راحت و برکت کی بہشت تھی اب افلاس و مصیبت کا مقتل اور جرائم کی دوزخ بن جاتی ہے۔ عالیشان محلات میں عیش و عشرت کے دسترخوانوں پر بیٹھنے والے سردمہری اور خودغرضی حسن و جمال کی محفلیں اور عیش و راحت کے ایوان اسے یتیموں بیواؤں اور مفلسوں کے آنسو دیکھنے اور ان کی خبرگیری سے باز رکھتے ہیں۔ انسان جس نے اپنی بے رحمی تغافل مفلسی کو چوری اور نیک انسانوں کو چور ڈاکو رہزن اور بداطوار بن جانے پر "انصاف کے گھر" سے قانون کا پرہیبت جبہ پہن کر نکلتا ہے اور اپنے معصوم اور بے رحم زبان سے مقدس انصاف اصلاح اور انسانیت کا آخری قدم اٹھاتا ہے۔ "اسے سولی پر لٹکا دو" ایک حقیقت سے جناب ابوالکلام آزاد مرحوم دلسوز انداز میں پردہ اٹھاتے ہیں۔ (مدیر)

درس وفا اگر بود زمزمۂ محبتی
جمعہ بہ مکتب آورد طفل گریز پائی را

ہجرت کی تیسری صدی قریب الاختتام ہے، بغداد کے تخت خلافت پر المعتضد باللہ عباسی متمکن ہے۔ معتصم کے زمانہ سے دارالخلافہ کا شاہی اور فوجی مستقر سامرہ میں منتقل ہوگیا ہے، پھر بھی سرزمین بابل کے اس نئے بابل میں چودہ لاکھ انسان بستے ہیں ایران کے اصطخر، مصر کے ریمسس اور یورپ کے روم کے بعد اب دنیا کا تمدنی مرکز بغداد ہے۔

دنیا کی اس ترقی یافتہ مخلوق جسے "انسان" کہتے ہیں کچھ عجیب حال ہے، یہ جتنا کم ہوتا ہے اتنا ہی نیک اور خوش ہوتا ہے اور جتنا زیادہ بڑھتا ہے اتنی ہی نیکی اور خوشی اس سے دور ہونے لگتی ہے، اس کا کم ہونا خود اس کے لئے اور خدا کی زمین کے لئے برکت ہے۔ یہ جب چھوٹی چھوٹی بستیوں میں چھپر ڈال کر رہتا ہے تو کیسا نیک، کیسا خوش اور کس درجہ حلیم ہوتا ہے۔ محبت اور رحمت اس میں اپنا آشیانہ بناتی ہے اور روح کی پاکیزگی کا نور اس کے جھونپڑوں کو روشن کرتا ہے لیکن جونہی یہ جھونپڑوں سے باہر نکلتا ہے اس کی بڑی بڑی بھیڑیں ایک خاص رقبہ میں اکٹھی ہو جاتی ہیں تو اس کی حالت میں کیسا عجیب انقلاب ہو جاتا ہے۔ ایک طرف تجارت بازاروں میں آتی ہے صنعت و حرفت کارخانے کھولتی ہے دولت سربفلک عمارتیں بناتی ہے۔ حکومت و امارت شان و شکوہ کے سامان آراستہ کرتی ہے لیکن دوسری طرف نیکی رخصت ہو جاتی ہے محبت اور فیاضی کا سراغ نہیں ملتا، اور امن و راحت کی جگہ اب انسانی مصیبتوں اور شقاوتوں کا ایک لازوال دور شروع ہو جاتا ہے، وہی انسان کی بستی جو پہلے نیکی و محبت کی دنیا اور راحت و برکت کی بہشت تھی اب افلاس و مصیبت کا مقتل اور جرموں اور بدیوں کی دوزخ بن جاتی ہے وہی انسان جو جھونپڑوں کے اندر محبت و فیاضی کی گرمجوشی تھا اب شہر کے سربفلک محلوں کے اندر بے مہری اور خودغرضی کا پتھر ہوتا ہے، جب وہ اپنے عالیشان مکانوں میں عیش و نعمت کے دسترخوانوں پر بیٹھتا ہے تو اس کے کتنے ہی ہم جنس سڑکوں پر بھوکے ایڑیاں رگڑتے ہیں، جب وہ عیش و راحت کے ایوانوں میں جمال و حسن کی محفلیں آراستہ کرتا ہے تو اس کے ہمسایہ میں یتیموں کے آنسو نہیں تھمتے، اور کتنی ہی بیوائیں ہوتی ہیں جن کے بدنصیب سروں پر چادر کا ایک تار بھی نہیں ہوتا، زندگی کی قدرتی یکسانیت کی جگہ اب زندگی کی مصنوعی مگر بے رحمت تفاوتیں ہر گوشے میں نمایاں ہو رہی ہیں۔

پھر جب انسانی بے مہری اور خودغرضی کے لازمی نتائج ظاہر ہونے لگتے ہیں، کمزور افلاس اور بے نوائی سے مجبور ہو کر بدبخت انسان جرم کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اچانک کی زبانوں کا سب سے بے معنی لفظ وجود میں آجاتا ہے یہ "قانون" اور "انصاف" ہے بڑی بڑی شاندار عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں، اور ان کے دروازہ پر لکھا جاتا ہے: "انصاف کا گھر" انصاف کے اس مقدس گھر میں کیا ہے؟ یہ ہوتا ہے کہ وہی انسان جس نے اپنی بے رحمی تغافل و مفلسی کو چوری پر اور نیک انسانوں کو بداطوار بن جانے پر مجبور کر دیا تھا قانون کا پرہیبت جبہ پہن کر آتا ہے اور فرشتوں کا سا معصوم اور راہبوں کا سا سنجیدہ چہرہ بنا کر حکم دیتا ہے۔

"مجرم کو سزا دی جائے"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ اس نے چوری کی!"

"اس بدبخت نے چوری کیوں کی؟"

اس لئے کہ وہ انسان ہے اور انسان بھوک برداشت نہیں کرسکتا اس لئے کہ وہ شوہر ہے اور

شوہر اپنی بیوی کو بھوک سے ایڑیاں رگڑتے نہیں دیکھ سکتا' اس لئے کہ وہ باپ ہے اور باپ کی طاقت سے باہر ہے کہ اپنے بچوں کے ان آنسوؤں کا نظارہ کر سکے جو بھوک کی اذیت سے ان کے معصوم چہروں پر بہہ رہے ہیں۔

پھر یہ بدقسمت انسان اگر قید خانہ اور تازیانے کی سزائیں جھیل کر اس قابل نہیں ہو جاتا کہ بغیر غذا کے زندہ رہ سکے' تو مقدس انصاف اصلاح اور انسانیت کا آخری قدم اٹھاتا ہے اور کہتا ہے:

''اسے سولی کے تختے پر لٹکا دو۔''

یہ گویا انسان کے پاس اس کے ابنائے جنس کی مصیبتوں اور شقاوتوں کا آخری علاج ہے۔ یہ ہے انسان کی متمدن اور شہری زندگی کا اخلاق! وہ خود ہی انسان کو برائی پر مجبور کرتا ہے اور خود ہی سزا بھی دیتا ہے پھر ظلم اور بے رحمی کے اس تسلسل کو انصاف کے نام سے تعبیر کرتا ہے' اس انصاف کے نام سے جو دنیا کی سب سے زیادہ مشہور مگر سب سے زیادہ غیر موجود حقیقت ہے۔

چوتھی صدی ہجری کا بغداد دنیا کا سب سے بڑا شہر اور انسانی تمدن کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ انسانی آبادی و تمدن کے یہ تمام لازمی نتائج موجود ہوتے گندگی میں کھیاں اور دلدل میں مچھر اس تیزی سے پیدا نہیں ہوتے ہیں جس تیزی سے شہروں کی آب و ہوا جرم اور مجرموں کو پیدا کرتی ہے۔ بغداد کے قید خانے مجرموں سے بھرے ہوئے تھے مگر پھر بھی اس کی آبادی میں مجرموں کی کمی نہ تھی۔

بغداد میں جس طرح آج کل حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کی بزرگی و شہرت ہے۔ اسی طرح ابن ساباط کی چوری و عیاری بھی مشہور ہے' پہلی شہرت نیکی کی ہے دوسری بدی کی۔ دنیا میں بدی' نیکی کی طرح اس کی شہرت کا بھی مقابلہ کرنا چاہتی ہے' اگرچہ کر نہیں سکتی۔

دس برس سے ابن ساباط مدائن کے قید خانہ میں ہے اس کے خوفناک حملوں سے لوگ محفوظ ہو گئے ہیں تاہم اس کی عیاریوں اور بے باکیوں کے افسانے لوگ بھولے نہیں وہ جب بھی کسی دلیرانہ چوری کا حال سنتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں:

''یہ دوسرا ابن ساباط ہے۔''

اس دس برس کے اندر کتنے ہی نئے ابن ساباط پیدا ہو گئے ہیں مگر پرانے ابن ساباط کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا' بغداد والوں کی بول چال میں وہ جرائم کا شیطان اور برائیوں کا عفریت تھا۔

ابن ساباط کے خاندانی حالات عوام کو بہت کم معلوم ہیں' جب وہ پہلی مرتبہ سوق النجارین میں چوری کرتا ہوا گرفتار ہوا تو کوتوالی میں اس کے حالات کی تفتیش کی گئی معلوم ہوا یہ بغداد کا باشندہ نہیں ہے۔ اس کے ماں باپ رے سے ایک قافلے کے ساتھ آ رہے تھے راہ میں بیمار پڑے اور مر گئے قافلہ والوں کو رحم آیا اور اپنے ساتھ بغداد پہنچا دیا' یہ اب سے دو برس پیشتر کی بات ہے یہ دو برس اس نے کہاں اور کیونکر بسر کئے؟ اس کا حال کچھ معلوم نہ ہو سکا' گرفتاری کے وقت اس کی عمر پندرہ برس کی تھی کوتوالی کے چبوترے پر لٹا کر اسے تازیانے مارے گئے اور چھوڑ دیا گیا۔

اس پہلی سزا نے اس کی طبیعت پر کچھ عجیب طرح کا اثر ڈالا' وہ اب تک ایک ڈرا سہما کمسن لڑکا تھا' اب اچانک ایک دلیر بیباک مجرم کی روح اس کے اندر پیدا ہو گئی' گویا اس کی تمام شقاوتیں اپنے ظہور کے لئے تازیانے کی ضرب کی منتظر تھیں' مجرمانہ اعمال کے تمام بھید اور بدیوں گناہوں کے تمام مخفی طریقے جو کبھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں گزرے تھے اب اس طرح اس پر کھل گئے گویا ایک تجربہ کار اور مشتاق مجرم کا دماغ اس کے سر میں اتار دیا گیا' تھوڑے ہی دنوں کے اندر وہ ایک پکا عیار اور چھٹا ہوا جرائم پیشہ انسان تھا۔

اب وہ چھوٹی چھوٹی چوریاں نہیں کرتا تھا پہلی مرتبہ جب اس نے چوری کی تھی تو دو دن کی بھوک اسے نان بائی کی دکان پر لے گئی تھی' لیکن اب وہ بھوک سے بے بس ہو کر نہیں بلکہ جرم کے ذوق سے وارفتہ ہو کر چوری کرتا تھا۔ اس لئے اس کی نگاہیں نان بائی کی روٹیوں پر نہیں بلکہ سرہانوں کی تھیلیوں اور سوداگروں کے ذخیروں پر پڑتی تھیں۔ دن ہو' رات ہو' بازار کی منڈی ہو یا امیر کا دیوان خانہ' ہر وقت' ہر جگہ' اس کی کارستانیاں جاری تھیں۔ اس کے اندر ایک فاتح کا جوش تھا۔ یہ سالار کا سا عزم تھا سپاہی کی مردانگی تھی' مدبر کی سی دانشمندی تھی لیکن دنیا نے اس کے لئے یہی پسند کیا کہ وہ بغداد کے بازاروں کا چور ہو' اس لئے اس کی فطرت کے تمام جواہر اسی میں نمایاں ہونے لگے' افسوس فطرت کس فیاضی سے بخشتی ہے اور انسان کس بے دردی سے برباد کرتا ہے۔

کچھ دنوں کے بعد جب ابن ساباط کی دراز دستیاں حد سے بڑھ گئیں تو حکومت کو خصوصیت کے ساتھ توجہ ہوئی آخر ایک دن گرفتار کرا لیا گیا اب یہ کمسن لڑکا نہ تھا شہر کا سب سے بڑا چور تھا عدالت نے فیصلہ کیا کہ ایک ہاتھ کاٹ ڈالا جائے فوراً تعمیل ہوئی اور جلاد نے ایک ہی ضرب میں اس کا پہنچا الگ کر دیا۔

ابن ساباط کے ہاتھ کا کٹنا' کٹنا نہ تھا بلکہ سینکڑوں ہاتھوں کو اس کے شانوں سے جوڑ دینا تھا' معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے سارے شیطان اور عفریت اس واقعہ کے انتظار میں تھے جونہی اس کا ہاتھ کٹا انہوں نے اپنے سینکڑوں ہاتھ اس کے حوالے کر دیئے۔ اب اس نے عراق کے تمام چور اور عیار اکٹھے کر کے اپنا اچھا خاصا جتھا بنا لیا' اور فوجی سامان کے ساتھ لوٹ مار شروع کر دی' تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اس کے دلیرانہ حملوں نے تمام عراق میں تہلکہ مچا دیا' وہ قافلوں پر حملے کرتا' دیہاتوں میں ڈاکے ڈالتا' محل سراؤں میں نقب لگاتا'

سرکاری خزانے لوٹ لیتا اور پھر یہ سب کچھ اس ہوشیاری اور فرزانگی سے کرتا کہ اس پر یا اس کے ساتھیوں پر کوئی آنچ نہ آتی' ہر موقع پر صاف بچ کر نکل جاتا' لوگ جب اس کے مجرمانہ کارنامے سنتے تو دہشت وحیرت سے مبہوت رہ جاتے۔ یہ ڈاکو نہیں 'جرم کی خبیث روح ہے وہ انسان کو لوٹ لیتی ہے' مگر انسان اسے چھو نہیں سکتا! یہ بغداد والوں کا متفقہ فیصلہ تھا۔

مگر ظاہر ہے یہ حالت کب تک جاری رہ سکتی تھی آخر وقت آ گیا کہ ابن ساباط تیسری مرتبہ قانون کے پنجے میں گرفتار ہو جائے' ایک موقع پر جب اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو بحفاظت نکال دیا تھا اور خود بھاگ نکلنے کی تیاری کر رہا تھا حکومت کے سپاہی پہنچ گئے اور گرفتار کر لیا' اس مرتبہ وہ ایک رہزن اور ڈاکو کی حیثیت سے گرفتار ہوا تھا' اس کی سزا قتل تھی ابن ساباط نے جب دیکھا کہ جلاد کی تلوار سر پر چمک رہی ہے تو اس کے مجرمانہ خصائل نے اچانک دوسرا رنگ اختیار کیا وہ تیار ہو گیا کہ اپنے بچاؤ کے لئے اپنے ساتھیوں کی زندگیاں قربان کر دے' اس نے عدالت سے کہا کہ اگر وہ اسے قتل کی سزا نہ دے تو وہ اپنے جتھے کے تمام چور گرفتار کرا دے گا۔ عدالت نے منظور کر لیا' اس طرح ابن ساباط خود تو قتل سے بچ گیا لیکن اس کے سو سے زیادہ ساتھی اس کی نشان دہی پر موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے' سو چوروں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے قتل ہونے سے پہلے ابن ساباط پر لعنت نہ بھیجی ہو۔ بدعہدی ایک ایسی برائی ہے جسے برے بھی سب سے بری برائی سمجھتے ہیں۔ ابن ساباط نے اپنے اس طرز عمل سے ثابت کر دیا تھا کہ وہ جرم سے بھی بڑھ کر برائی کا کوئی ایک درجہ رکھتا ہے۔

بہرحال ابن ساباط مدائن کے قید خانہ میں زندگی کے دن پورے کر رہا ہے اس کی آخری گرفتاری پر دس برس گزر چکے ہیں۔ دس برس کا زمانہ اس کے لئے کم مدت نہیں ہے کہ ایک مجرم کی سیہ کاریاں بھلا دی جائیں' لیکن ابن ساباط جیسے مجرم کے کارنامے مدتوں تک نہیں بھلائے جا سکتے' دس برس گزرنے پر بھی اس کے دلیرانہ جرائم کا تذکرہ بچہ بچہ کی زبان پر ہے لوگوں کو یہ بات بھولے سے بھی یاد نہیں آتی کہ ابن ساباط ہے کہاں اور کس حالت میں؟ کیونکہ یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے بھی نہیں' البتہ وہ اس کے دلیرانہ کارنامے بھولنے نہیں چاہئے کیونکہ اس تذکرہ میں ان کے لئے لطف اور دلچسپی ہے انہیں ابن ساباط کی نہیں اپنی دلچسپیوں کی فکر ہے۔

انسان کی بے مہریوں کی طرح اس دلچسپیوں کا بھی کیسا عجیب حال ہے عجیب عجیب اور غیر معمولی باتیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے لیکن اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی دلچسپی کا یہ تماشا کیسی کیسی مصیبتوں اور شقاوتوں کی پیدائش کے بعد ظہور میں آتا ہے اگر ایک چور دلیری کے ساتھ چوری کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بڑی ہی دلچسپی کا واقعہ ہے۔ وہ اس کی صورت دیکھنے کے لئے بے قرار ہو جاتا ہے وہ گھنٹوں اس پر رائے زنی کرتا ہے اور وہ تمام اخبار خرید لیتا ہے جن میں اس کی تصویر چھپی ہوتی ہے یا اس کا تذکرہ کیا گیا ہو' لیکن اس واقعہ میں چور کے لئے کیسی شقاوت ہے؟ اور جس مسکین کا مال چوری کیا گیا اس کے لئے کیسی مصیبت ہے؟ اس کے سوچنے کی وہ کبھی زحمت گوارا نہیں کرتا۔

اگر ایک مکان میں آگ لگ جائے تو انسان کے لئے بڑا ہی دلچسپ نظارہ ہوتا ہے۔ سارا شہر امنڈ آتا ہے' جس کو دیکھو بے تحاشا دوڑا جاتا ہے' لوگ اس نظارہ کے شوق میں اپنا کھانا پینا تک چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر انسانوں کے چند جھلسے ہوئے چہرے آگ کے شعلوں کے اندر نمودار ہو جائیں اور ان کی چیخیں اتنی بلند ہوں کہ دیکھنے والوں کے کانوں تک پہنچ سکیں تو پھر اس نظارہ کی دلچسپی انتہائی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ تماشائی جوش نظارہ میں مجنوں ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں لیکن انسانی دلچسپی کے اس جہنمی منظر میں اس مکان اور اس کے مکینوں کے لئے کیسی ہلاکت اور تباہی ہے؟ اور جان و مال کی کیسی الم ناک بربادیوں کے بعد آگ اور موت کی یہ ہولناک دلچسپی وجود میں آ سکی ہے؟ اس بات کے سوچنے کی نہ لوگوں کو فرصت ملتی ہے اور نہ وہ سوچنا چاہتے ہیں!

اگر انسان کے ابنائے جنس میں سے ایک بدبخت مخلوق کو سولی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے تو یہ ان تمام نظاروں میں سے جن کے دیکھنے کا انسان شائق ہو سکتا ہے سب سے زیادہ دلچسپ نظارہ ہوتا ہے۔ اتنا دلچسپ نظارہ کہ گھنٹوں کھڑے رہ کر لٹکتی ہوئی نعش دیکھتا ہے مگر اس کی سیری نہیں ہوتی۔ لوگ درختوں پر چڑھ جاتے ہیں' ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں صفیں چیر چیر کر نکل جانا چاہتے ہیں...... کیوں؟ اس لئے کہ اپنے ابناء جنس کو جانکنی میں تڑپتے اور پھر ہوا میں معلق دیکھ لینے کی لذت حاصل کر لیں' لیکن جس انسان کے پھانسی پانے سے انسانی نظارہ کا یہ سب سے دلکش تماشا وجود میں آیا خود اس پر کیا گزری؟ اور کیوں وہ اس منحوس اور شرمناک موت کا مستحق ٹھہرا' سینکڑوں' ہزاروں تماشائیوں میں سے ایک کا ذہن بھی اس غیر ضروری اور غیر دلچسپ پہلو کی طرف نہیں جاتا۔

گرمیوں کا موسم ہے آدھی رات گزر چکی ہے مہینہ کی آخری راتیں ہیں بغداد کے آسمان پر ستاروں کی مجلس شبینہ آراستہ ہے مگر چاند کے برآمد ہونے میں ابھی دیر ہے دجلہ کے پار کرخ کی تمام آبادی نیند کی خاموشی اور رات کی تاریکی میں گم ہے۔

اچانک تاریکی میں ایک متحرک تاریکی نمایاں ہوئی سیاہ لبادے میں تاریک لپٹا ہوا آدمی خاموشی اور آہستگی کے ساتھ جا رہا ہے وہ ایک گلی سے مڑ کر دوسری گلی اور دوسری گلی سے مڑ تیسری گلی میں پہنچا۔ ایک

مکان کے سائبان کے نیچے کھڑا ہو گیا اب اس نے لمبی سانس لی گویا یہ مدت کی بند سانس تھی جسے اب آزادی سے ابھرنے کی مہلت ملی ہے' پھر اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی یقیناً تین پہر رات گزر چکی ہے وہ اپنے دل میں کہنے لگا:

''مگر کیا بدنصیبی ہے' جس طرف رخ کیا ناکامی ہوئی' کیا پوری رات اسی طرح گزر جائے گی؟''

یہ خوفناک ابن ساباط ہے جو دس برس کی طول و طویل زندگی قید خانے میں گزارنے کے بعد اب کسی طرح نکل بھاگا ہے اور نکلنے کے ساتھ ہی اپنا قدیم پیشہ از سر نو شروع کر رہا ہے' یہ اس کی نئی مجرمانہ زندگی کی پہلی رات ہے۔ اس لئے وقت کے بے نتیجہ ضائع ہو جانے پر اس کا بے صبر دل پیچ و تاب کھا رہا ہے۔

اس نے ہر طرف کی آہٹ لی زمین سے کان لگا کر دور دور کی صداؤں کا جائزہ لیا اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا' کچھ دور چل کر اس نے دیکھا کہ ایک احاطہ کی دیوار دور تک چلی گئی ہے اور وسط میں ایک بہت بڑا پھاٹک ہے کرخ کے اس علاقے میں زیادہ تر امراء کے باغ تھے یا سوداگروں کے گودام تھے۔ اس نے خیال کیا یہ احاطہ یا تو کسی امیر کا باغ ہے یا کسی سوداگر کا گودام وہ پھاٹک کے پاس پہنچ کر رک گیا اور سوچنے لگا اندر کیوں کر جائے اس نے آہستگی کے ساتھ دروازہ پر ہاتھ رکھا لیکن اسے نہایت تعجب ہوا کہ وہ اندر سے بند نہیں تھا صرف بھڑا ہوا تھا۔ ایک سیکنڈ کے اندر ابن ساباط کے قدم احاطہ کے اندر پہنچ گئے۔

اس نے دہلیز سے قدم آگے بڑھایا تو ایک وسیع احاطہ نظر آیا اس کے مختلف گوشوں میں چھوٹے چھوٹے حجرے سے بنے ہوئے تھے اور وسط میں نسبتاً ایک بڑی عمارت تھی یہ درمیانی عمارت کی طرف بڑھا عجیب بات ہے کہ اس کا دروازہ بھی اندر سے بند نہیں تھا۔ چھوتے ہی اندر سے کھل گیا' گویا وہ کسی کی آمد کا منتظر تھا یا ایک ایسی بے باکی تھی جو صرف مشاق مجرموں ہی کے قدم میں ہو سکتی ہے اندر چلا گیا اندر جا کر دیکھا تو ایک وسیع ایوان تھا لیکن سامان راحت و زینت میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی' قیمتی اشیاء کا نام و نشان نہ تھا' صرف ایک کھجور کے پتوں کی پرانی چٹائی بچھی تھی اور ایک طرف چمڑے کا تکیہ پڑا تھا' البتہ ایک طرف پشمینہ کے موٹے کپڑے کے بہت سے تھان اس طرح بے ترتیب پڑے تھے گویا کسی نے جلدی میں پھینک دیئے ہوں' اور ان کے قریب ہی بھیڑ کی کھال کی چند ٹوپیاں بھی پڑی تھیں اس نے مکان کی موجودات کا یہ پورا جائزہ کچھ ہی دیر میں اپنی اندھیرے میں دیکھ لینے والی آنکھوں سے لے لیا تھا یہ بغداد والوں کی بول چال میں ایک ہاتھ کا شیطان تھا جو اب پھر قید و بند کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہو گیا تھا۔

دس برس کی قید کے بعد آج ابن ساباط کو پہلی مرتبہ موقع ملا تھا کہ اپنے دل پسند کام کی جستجو میں آزادی کے ساتھ نکلے جب اس نے دیکھا کہ اس مکان میں کامیابی کے آثار نظر نہیں آتے اور یہ پہلا قدم بیکار ثابت ہوگا تو اس کے تیز اور بے لگام جذبات سخت مشتعل ہو گئے وہ دل ہی دل میں اس مکان میں رہنے والوں کو گالیاں دینے لگا جو اپنے مکان میں رکھنے کے لئے قیمتی اشیاء فراہم نہ کر سکے' ایک مفلس کا افلاس خود اس کے لئے اس قدر درد انگیز نہیں ہوتا' جس قدر اس چور کے لئے جو رات کے پچھلے پہر مال و دولت کی تلاش کرتا ہوا پہنچتا ہے' اس میں شک نہیں کہ پشمینہ کے بہت سے تھان یہاں موجود تھے اور وہ کتنے ہی موٹے اور ادنیٰ قسم کے کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی اپنی قیمت رکھتے تھے لیکن مشکل یہ تھی کہ ابن ساباط تنہا تھا اور صرف تنہا ہی نہیں تھا بلکہ دو ہاتھوں کی جگہ صرف ایک ہاتھ رکھتا تھا وہ ہزار ہمت کرتا اتنا بڑا بوجھ اس کے سنبھالے سنبھل نہ سکتا تھا اور وہ تھانوں کی موجودگی پر معترض نہ تھا' ان کے وزن کی گرانی اور اپنی مجبوری پر متاسف تھا' اتنی وزنی چیز چرا کر لے جانا آسان نہ تھا۔

''ایک ہزار لعنت کرخ اور اس کے باشندوں پر'' وہ اندر ہی اندر بڑبڑانے لگا: ''نہیں معلوم! یہ کون احمق ہے جس نے یہ ملعون تھان جمع کر رکھے ہیں؟ غالباً کوئی تاجر ہے لیکن یہ عجیب طرح کا تاجر ہے جسے بغداد میں تجارت کرنے کے لئے اور کوئی چیز نہیں ملی! اتنا بڑا مکان بنا کر اس میں گدھوں اور خچروں کی جھول بنانے کا سامان جمع کر دیا۔'' اس نے اپنے ایک ہی ہاتھ سے ایک تھان کو ٹٹول ٹٹول کر پیمائش کی بھلا یہ ملعون بوجھ کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے؟ ایک تھان کے اٹھانے کے لئے گن گن کر دس گدھے ساتھ لانے چاہئیں۔ لیکن بہر حال کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ رات جا رہی تھی اور اب وقت نہ تھا کہ دوسری جگہ تاکی جائے اس نے جلدی سے ایک تھان کھولا اور اسے فرش پر بچھا دیا' پھر کوشش کی کہ زیادہ سے زیادہ تھان جو اٹھائے جا سکتے ہوں اٹھا لے مشکل یہ تھی کہ مال کم قیمت مگر بہت وزنی تھا' کم لیتا ہے تو بے کار ہے' زیادہ لیتا ہے تو لے جا نہیں سکتا۔ عجیب طرح کی کشمکش میں گرفتار تھا۔

بہر حال کسی نہ کسی طرح یہ مسئلہ طے ہوا لیکن اب دوسری مشکل پیش آئی صوف کا کپڑا بے حد موٹا تھا اسے موڑ دے کر گرہ لگانا آسان نہ تھا' دونوں ہاتھوں سے بھی یہ کام مشکل تھا چہ جائیکہ ایک ہاتھ سے؟ بلاشبہ اس کے پاس ہاتھ کی طرح پاؤں ایک نہ تھا دو تھے لیکن وہ بھاگنے میں مدد دے سکتے تھے صوف کی گٹھڑی باندھنے کے لئے سود مند نہ تھے اس نے بہت سی تجویزیں سوچیں' طرح طرح کے تجربے کئے دانتوں سے کام لیا گئی ہوئی کہنی سے سہارا دیا لیکن کسی طرح بھی گٹھڑی میں گرہ نہ لگ سکی وقت کی مصیبتوں میں تاریکی کی شدت نے اور زیادہ اضافہ کر دیا تھا۔

(باقی آئندہ)

تحریر: پروفیسر عفت گل اعزاز

سود کی لعنت کا خاتمہ

سود کیا ہے؟

اگر ایک شخص کسی فرد یا ادارے سے ایک مقررہ مدت تک کے لئے کوئی رقم ادھار لیتا ہے تو رقم واپس کرتے وقت اسے اصل رقم سے زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ اضافی رقم سود کہلاتی ہے۔ قرض دینے والے کو بیٹھے بٹھائے مفت میں بلا کسی محنت کے روپیہ ملتا رہتا ہے جبکہ قرض مانگنے والا ایک جرمانے کے طور پر یہ زائد رقم ادا کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ اگر قرض لینے والا اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے مقررہ وقت پر رقم واپس نہ کر سکے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سود کی رقم بڑھتی جاتی ہے۔ وہ یہ رقم ادا کرنے کے لئے کسی دوسرے شخص سے ادھار لے لیتا ہے۔ بعض اوقات ایک معمولی سی رقم ادا کرنے کے لئے اسے اپنے اثاثے بیچنے پڑتے ہیں اور مفلس نادار لوگوں کو یہ ستم بھی برداشت کرنا پڑتا ہے کہ باپ کا قرض اس کی موت کے بعد بیٹے کے گلے کا طوق بن جاتا ہے جس کو اتارنے کے لئے اسے بہت سی مصیبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

سود خور:

سود خور صرف اپنے پیسے پر نظر رکھتا ہے وہ خود غرض لالچی اور بے درد ہوتا ہے اس کے دل میں پیسے کی ہوس بڑھتی چلی جاتی ہے اس کے دل سے انسانوں کے لئے ہمدردی محبت خلوص بھائی چارہ اور دوسروں کے کام آنا دوسروں کی مدد کرنا دوسروں کے دکھ میں ساتھ دینے کے عمدہ جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کی سوچ اور اس کا عمل عجیب و غریب ہو جاتا ہے وہ دولت کی لالچ میں باؤلا سا ہو جاتا ہے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۵۔۲۷۶ میں ارشاد خداوندی کا مفہوم ہے:

''مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہو جاتا ہے جیسے شیطان نے چھوکر باؤلا کر دیا ہو اور اس حالات میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لئے وہ سود خوری سے باز آ جائے تو جو کچھ وہ کھا چکا کھا چکا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور اس کے حکم کے بعد پھر اس سود خوری کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سود کے خاتمے کا حکم دیتا ہے اللہ کسی ناشکرے بدعمل انسان کو پسند نہیں کرتا۔''

سود کے معاشرے پر اثرات:

سود انسانی خصوصیات محبت اور ہمدردی کی جڑ کاٹتا چلا جاتا ہے سود فریقین کو نقصان پہنچاتا ہے سود اخلاقی روحانی معاشی تہذیب و تمدن کی ترقی میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے سود ایک لعنت ہے جو معاشرے میں برائیوں کے فروغ کا سبب بنتا ہے۔ صاحب ثروت یعنی قرض دینے والے لوگ معاشرے کے ضرورت مند غریب طبقے مثلاً مزدور، باری، کاشتکار اور مفلس لوگوں کا خون چوستے ہیں۔ یہ لوگ اپنا اور بچوں کا پیٹ کاٹ کر سود کی رقم ادا کرتے ہیں لیکن سودی کاروبار کی وجہ سے اصل رقم سے کئی کئی گنا زیادہ رقم ادا کر دینے کے بعد بھی قرض کی رقم برقرار رہتی ہے ان کی مالی حالت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے جس کا اثر ان کے گھر کے ماحول اور ان کی صحت پر نہایت برا پڑتا ہے جب محنت کرنے پر بھی بچوں کو پیٹ بھر کے کھانے کو نہ ملے بیمار کو دوا نہ ملے تو طبیعت پر اداسی اور بے زاری چھانے لگتی ہے گھر کے افراد ایک دوسرے پر الجھ پڑتے ہیں لڑائی جھگڑے بڑھتے ہیں گھریلو مسائل بڑھتے ہیں فقر و فاقے سے جانیں ضائع ہونے لگتی ہیں ان کی کمائی کا اکثر حصہ سود خور کی جیب میں جاتا ہے جیسے کسی کی صحت سلامتی اور بھلائی سے کیا سروکار؟

یہ تو ان افراد کی بات تھی جو مجبوری کے باعث قرض لیتے ہیں وہ لوگ جو انڈسٹری لگانے یا کاروبار کے لئے قرض لیتے ہیں اس معاملے میں بھی سودی کاروبار کے نہایت تکلیف دہ اثرات ہوتے ہیں۔ کاروبار کے لئے ایسے ادارے صرف ان لوگوں کو قرض دیتے ہیں جو کاروبار میں کامیابی اور منافع کا یقین دلائیں اور جن میں نقصان کا اندیشہ ہو ایسے کاروبار کے لئے قرضہ فراہم نہیں کیا جاتا گویا انہیں کاروبار کرنے کی اجازت دی جائے جو چاہے معاشرے کے لئے مفید ہو یا نہ ہو۔ چاہے اس کے معاشرے کو ضرورت ہو یا نہ ہو مگر وہ مالی فائدہ دے

قرض دینے والے ہر حال میں اپنی رقم مع سود کے واپس لینا چاہتے ہیں اگر کوئی کاروبار شروع کیا جائے تو اس میں خطرہ تو ہمیشہ اٹھانا پڑتا ہے۔ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر کاروبار ہر حالت میں ضرور منافع ہی دے گا اور ضرور کامیاب ہوگا اور اس میں کبھی گھاٹا نہ ہوگا۔

اگر کسی کاروبار میں گھاٹا ہونے لگے قرض دینے والے ادارے کو کاروبار کی کامیابی یا ناکامی سے کوئی مطلب نہیں ہوتا بلکہ وہ انتہائی خودغرضی سے صرف اپنی رقم اور سود میں ملنے والی رقم سے دلچسپی رکھتا ہے اور وہ اپنی رقم واپس کھینچنے میں لگ جاتا ہے۔ یہ خود غرضی اور زر پرستی کا رجحان ہوتا ہے جو معاشرے میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح معاشرے میں خداخوفی رکھنے والے فیاض، فراخدل، ہمدرد اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے والے، نیکی کے کاموں میں حصہ لینے والوں کی تعداد گھٹتی چلی جاتی ہے اور خلق خدا کے مصائب اور دکھوں سے بے نیاز ہوکر لالچی اور مطلب پرست لوگ دولت کے انبار جمع کرنے کی ہوس میں غرق ہوتے چلے جاتے ہیں اور معاشرے میں ابتری اور ناہمواری بڑھنے لگتی ہے۔

سود کے بارے میں قرآنی احکامات:

قرآن پاک میں سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۸۔۲۸۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جس کا مفہوم ہے:

ترجمہ: "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے، اسے چھوڑ دو، اگر تم واقعی ایمان لائے ہو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے، اب بھی توبہ کرلو (اور سود چھوڑ دو) اپنا اصلی سرمایہ لینے کے تم حقدار ہو، نہ تم ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ تمہارا قرضدار تنگ دست ہو تو ہاتھ کھلنے تک اسے مہلت دو، اور جو صدقہ کردو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔ اس دن کی رسوائی سے بچو جبکہ تم اللہ کی طرف واپس ہو گے، وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔"

سورۂ آل عمران آیت ۱۰۲ میں آتا ہے جس کا مفہوم ہے:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔"

سود کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور اس سے بچنے کی سخت تاکید آئی ہے، یہاں تک کہ سود کو نہ چھوڑنے والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ کیا گیا ہے، یہ ایک سخت تنبیہ ہے۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ سود ایک تباہ کن اثرات کا حامل ہے جو انسانوں کے دل سے خیر کو نکال دیتا ہے۔ سود قطعی حرام ہے، سودی کاروبار سے حاصل ہونے والی رقم حرام ہے اور مال حرام کمانے کے بہت نقصانات ہیں، اور مال حرام کمانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی، خواہ وہ کتنی ہی گڑگڑا کر کی جائے اور رب کو بے قرار ہوکر مدد کے لئے پکارا جائے، اللہ تعالیٰ اس بندے کی شنوائی نہیں کرتا، مال حرام حاصل کرنے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس رقم میں سے کچھ رقم صدقہ کردی جائے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کردی جائے تو باقی مال حلال ہو جائے گا تو یہ بات بالکل غلط ہے، اللہ تعالیٰ ایسے کسی صدقے کو قبول نہیں فرماتے۔ وہ ناپاک چیزیں قبول نہیں کرتا، حرام کے پیسے کیا گیا حج اور عمرہ بھی خدا کے ہاں مقبول نہیں ہوتا۔ حرام روپے سے بری عادتیں نشوونما پاتی ہیں، اولاد کی پرورش کرنے کے بھی بہت نقصانات ہیں اور وہ گوشت پوست بھی حرام ہوتا ہے اور ان میں سورۂ بقرہ کی آیات جن میں سود کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، فتح مکہ کے بعد نازل ہوئیں، اس کے بعد سودی کاروبار کو ایک جرم قرار دے دیا گیا۔

ابن عباس، حسن بصری اور دیگر علماً کی رائے کے مطابق سود کھانے والوں کو توبہ پر مجبور کیا جائے، دیگر فقہا کی رائے کی مطابق سود کھانے والوں کو قید کردیا جائے جب تک کہ وہ سود چھوڑنے کا وعدہ نہ کرلیں۔

کاروبار اور منافع کی صحیح شکل:

یہ بات درست ہے کہ ملکی مالی حالت کی ابتری روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی کے سبب روپے کی قدر بھی گھٹتی جاری ہے، دس سال پہلے ایک سو روپے کی جو قدر تھی اب اس سے کہیں کم ہوچکی ہے۔ اس لئے سرکاری ملازمین کی پنشن اور فنڈز کے سلسلے میں روپے کی قیمت کو مدنظر رکھا جائے اور بجائے سود کے حکومت انہیں اپنی طرف سے اضافی رقم دے، جسے منافع کا نام دیا جائے۔ اسی طرح کاروبار بچت اسکیموں اور بینک میں رکھی گئی رقوم کو تجارت اور شراکت داری میں تبدیل کیا جانا چاہئے، جس میں نفع اور نقصان دونوں میں شریک ہوں اور سود کو بالکل ختم کردیا جانا چاہئے۔

سود کی لعنت کو ختم کرنے کے بعد امیر اور صاحب حیثیت و ثروت لوگ اپنی سوچ کو تبدیل کریں "مایا کو مایا کھینچے کر کر لمبے ہاتھ" والی سوچ کی جگہ "کر بھلا، ہو بھلا" کی پالیسی اپنائی جائے۔

اگر کوئی ضرورتمند قرض لیتا ہے تو اس سے صرف اصل رقم ہی واپس لی جائے اور اگر قرض لینے والا اس درجہ مجبور اور پریشان حال ہو تو وہ رقم معاف

کردی جائے۔ یہ رقم خدا کی راہ میں صدقہ ہوگی اور یقینی طور پر اس کا اجر ملے گا۔ کسی ضرورت مند کی حاجت پوری کرنا کار ثواب ہے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہے زیادہ بڑی رقم اگر کاروبار کی نیت سے قرض لی جاتی ہے تو اس صورت میں دونوں فریقین نفع و نقصان کے حصہ دار بن کر کام کریں' یہ کاروبار چل نکلے تو فریقین اس سے مستفید ہوں گے۔

اگر کوئی صاحب حیثیت اپنی ضروریات سے زائد رقم حکومت کے بیت المال میں جمع کروا دے کہ اس رقم سے عوام کی فلاح و بہبود کے کام کئے جائیں اور جب وہ چاہے اس رقم کو حاصل کر سکے۔

ضرورت سے زیادہ دولت خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے فضل سے نوازتا ہے تو بندے کو چاہئے کہ وہ اللہ کی مخلوق پر اس دولت کو فراخ دلی سے خرچ کرے اور ضرورت مندوں کو اس دولت سے فائدہ پہنچائے۔ اس طرح مال و دولت میں مزید برکت ہوتی ہے اور اضافہ ہوتا ہے:

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے کی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے۔

سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۶۱ کا مفہوم ہے:

''ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں' اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور زوردار بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دگنا لا دے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔''

سود کے خاتمے کے لئے عملی اقدامات:

عام لوگوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہے' بہت سے لوگ جو خلوص دل سے چاہتے ہیں کہ وہ سود جیسے ممنوعہ اور حرام فعل سے بچیں اور اپنے ہر لین دین کو سود سے پاک کر سکیں تو وہ سخت مایوس اور ناکام ہوتے ہیں کہ یہ معاملات کسی فرد کے بس کی بات نہیں' جو تھوڑا بہت روپے بچت کے طور پر چاہے بینک میں رکھا جائے یا اس کے حکومت کے جاری کردہ سرٹیفکیٹ خرید لئے جائیں' ان میں سے ہر جگہ سود کی ملاوٹ ہوتی ہے' ملازمین کی مدت ملازمت ختم ہونے کے بعد جو رقم ملتی ہے اس میں بھی سود شامل ہوتا ہے' جو لوگ مکان کی تعمیر کے لئے قرضہ حاصل کرتے ہیں' اس کو مع سود واپس کرنا ہوتا ہے۔

انفرادی طور پر بہت سے لوگ سود کو ''منافع'' سمجھ کر وصول کرتے ہیں' سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ سود سے چھٹکارا حاصل کرنا کسی بھی فرد کے بس میں نہیں' یہ تو غیر سودی نظام کے قائم کرنے پر ہی ممکن ہے اور یہ کام ملک کی سب سے بڑی اتھارٹی یعنی حکومت کا فرض ہے۔

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم سب کے لئے ہدایت کا بہترین ذریعہ قرآن پاک ہے' قرآن پاک کی واضح ہدایت یہی ہے کہ سود کو فوری ترک کر دیا جائے' ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا:

''جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دیئے گئے' سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا سود عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کو باطل قرار دیا

لیکن ہمارے معاشرے میں یہ منحوس کاروبار عروج پر ہے' ہم میں سے شاید کچھ لوگ نہیں جانتے کہ سود کس قدر بری' رسوا کن چیز ہے اور جس کا انجام نہایت بھیانک ہے' آخرت میں جو انسان کو جہنم کے گڑھے میں دھکیل دے یہ کیسی لاعلمی ہے؟ یہ کیسی بھول چوک ہے؟ یہ سنگین غلطی کب تک چلے گی؟

دنیا کے ممالک کے درمیان تجارتی معاملات میں سود ایک لازمی جزو کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ یہودیوں کا وطیرہ رہا ہے کہ وہ دولت کے ذریعے مزید دولت حاصل کرنے کے لئے بڑی شاطرانہ چالیں چلتے ہیں۔ اس وقت بھی دنیا کے اہم کاروبار پر یہودی قابض ہیں۔ ان کے ہر منصوبے میں دولت بڑھانے کی ہوس اور لالچ شامل ہوتی ہے' وہ یہودی ہیں' ان کے اپنے طریقے ہیں۔ لیکن الحمدللہ ہم مسلمان ہیں' ہمارے لئے زندگی کے راستے واضح اور روشن ہیں' اس لئے ہمیں تو اسی راستے پر چلنا ہے جس پر چل کر پروردگار کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔

یہ امر قابل تحسین ہے کہ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ سنایا کہ:

''جولائی ۲۰۰۱ء سے سود کا خاتمہ کر دیا جائے۔''

یہ عظیم فیصلہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اہل پاکستان اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ سود قابل نفرت ہے اور اسے ترک کیا جانا چاہئے۔ اس سلسلے میں بہت سے لوگوں نے مخلصانہ طور پر اپنی اپنی کوشش کی ہے' افراد نے بھی اور اداروں نے بھی لائق تحسین ہیں وہ لوگ! لیکن غیر سودی نظام تاحال نافذ نہیں کیا جا سکا جو کہ انتہائی قابل افسوس بات ہے۔

رپورٹ محمد شاہین پرواز

سیدوالہ میں قادیانیوں کی ایک اور شکست فاش

قادیانی آئے دن امن وامان کو خراب کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی شرارت کرتے رہتے ہیں تاکہ ملک میں بدامنی پھیلی رہے۔ مورخہ ۲۶/اگست کو موضع سیدوالہ تحصیل ننکانہ صاحب میں قادیانیوں نے تبلیغ کرنے اور مرزا طاہر احمد کی تقریر جس میں اس نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی تھی بلند آواز میں ڈش کے ذریعے اپنی عبادت گاہ میں دکھانے کا انتظام کیا۔ مسلمانوں کو اطلاع ملنے پر ان میں اشتعال پیدا ہو گیا' انہوں نے تھانہ سیدوالہ میں اس کی شکایت کی۔ ایس ایچ او تھانہ نے دونوں فریقین کو بلا کر امن وامان سے رہنے کی تلقین کی اور قادیانیوں کو خلاف قانون کوئی کام نہ کرنے کی ہدایت کی۔ قادیانیوں پر اس بات کا کوئی اثر نہ ہوا' بشارت زرگر نامی قادیانی نے عبادت گاہ سے ڈش گھر میں لے جا کر بلند آواز سے مرزا طاہر کی تقریر چلا دی اور اس کے بیٹے ظفر اللہ نے کھلے عام مسلمانوں کو رات آٹھ بجے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ قادیانیوں کی اس حرکت پر مسلمانوں میں غصے کی لہر دوڑ گئی اور وہ مشتعل ہو گئے۔ حافظ صفدر معلم درس مسجد اور محمد افضل نے تمام واقعات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ مسلمانوں نے قادیانیوں کی طرف سے اسلام دشمنی اور شعائر اسلام کی خلاف ورزی پر غصے میں گھروں سے باہر نکل آئے اور احتجاج کرتے ہوئے قادیانیوں کی غیر قانونی بنائی گئی عبادت گاہ کو گرا دیا۔ پولیس نے حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے آدم اللہ یار' شوکت' شاہد لطف اللہ' منظور' عبدالحمید نامی قادیانیوں کو اپنی تحویل میں حفاظت کی غرض سے لیا۔ مجاہدین ختم نبوت رات بھر احتجاج کرتے رہے اور قادیانیوں کو سزا دینے کا مطالبہ کرتے رہے۔ مورخہ ۲۷/اگست کو امن وامان بحال کرنے کے لئے بریگیڈیئر نذیر کمانڈر' ایڈیشنل ایس پی اور ڈی ایس پی ننکانہ ہمراہ سردار احسان اللہ خان ناظم (تحصیل) سیدوالہ میں آ گئے لیکن وہ مجاہدین ختم نبوت کے سامنے کچھ نہ کہہ سکے اور حالات کنٹرول نہ ہو سکے' تمام سیدوالہ میں دکانیں' بازار بطور احتجاج بند رہے' ادھر ننکانہ صاحب میں جب اطلاع ملی تو مجاہدین ختم نبوت ننکانہ سراپا احتجاج بن گئے۔ شام کو جامع مسجد نور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے امیر حاجی عبدالحمید رحمانی کی زیر صدارت شہر بھر کی سیاسی' سماجی اور مذہبی تنظیموں کا اجلاس ہوا جس میں قصبہ سیدوالہ کے حالات و واقعات پر غور کرتے ہوئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں محمد عارف سیفی صاحب' مولانا سیف علی خطیب مسجد نور' مولانا محمد عباس خطیب مسجد نوری کیارہ صاحب' عبدالحمید کوکب انجمن طلباء اسلام' عتیق الرحمن جمعیت' نصیب الٰہی گوجر جمعیت علماء اسلام' رانا عبدالمجید صاحب صدر جماعت اہلسنت' مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ' ملک انعام الحق کونسلر' لیاقت علی وچھی ایڈووکیٹ' مہر شوکت علی شاہد ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب شامل تھے۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ یہ کمیٹی فوری طور پر ڈی ایس پی ننکانہ سے ملے اور انہیں حالات کی سنگینی کی اطلاع دے کر قادیانیوں کے خلاف فوری قانونی کارروائی کی درخواست کرے۔ اگر ڈی ایس پی ننکانہ مناسب کارروائی کا یقین نہ دلائیں تو فوری طور پر ختم نبوت کانفرنس' احتجاجی جلوس اور جمعۃ المبارک کو شہر بھر کی تمام مساجد میں احتجاجی خطبے دیئے جائیں اور قادیانیوں کی مذمت کی جائے۔ ڈی ایس پی ننکانہ نے وفد سے ملاقات کے دوران مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ کے اراکین کے ساتھ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے خود سیدوالہ جانے کا اعلان کیا۔

سیدوالہ میں ۲۸/اگست کو رانا مقصود خان ناظم (ہولڈر) ایڈیشنل ایس پی صاحب سردار احسان اللہ خان ناظم (تحصیل) محمد امین بھٹی ایڈووکیٹ ناظم ننکانہ' مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ' قاری محمد عباس' حافظ مشتاق احمد صدر مجلس تحفظ ختم نبوت سیدوالہ' محمد یٰسین ایڈووکیٹ' حافظ احمد علی چک نمبر ۲۰/۱' رائے محمد اسلم خان کھرل' آغا نبیل' نعیم رحمانی' حاجی ارشد' شیخ عبدالخالق' مہر شوکت علی شاہد ناظم مجلس' محمد اکرم ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ اور حاجی عبدالحمید رحمانی امیر مجلس کے علاوہ مجاہدین ختم نبوت سیدوالہ کی کثیر تعداد موجود تھی' جبکہ قادیانیوں کی طرف سے بشارت وغیرہ کے علاوہ پانچ افراد جو تھانہ میں موجود تھے۔

حاجی عبدالحمید رحمانی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ نے تھانہ میں قادیانیوں کی طرف سے کی جانے والی زیادتیوں کے بارے میں بتایا اور قادیانیوں کے عقائد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہماری قادیانیوں سے کوئی صلح نہیں ہو سکتی۔ یہ گستاخ رسول ہیں' ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ انتظامیہ کو قادیانیوں کو ملکی قوانین پر عملدرآمد کروانے پر مجبور کرنا چاہئے۔ قادیانی ملکی قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے امن وامان کا مسئلہ پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اس پر انہیں لگام دی جانی چاہئے' اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ کوئی فریق ایک دوسرے کے خلاف قانونی چارہ جوئی نہیں کرے گا' قادیانی اپنی عبادت گاہ خاص طور پر مسجد کی شکل مینار' محراب نہیں بنائیں گے اور اپنے عقیدہ کا پرچار کھلے عام نہیں کریں گے اور اس فیصلے سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی انہوں نے عزم کیا کہ ملک پاکستان ہمارا ہے اور اس میں ہم امن وامان قائم رکھیں گے اور کسی غیر مسلم خصوصاً قادیانی کو ملکی قانون توڑنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

☆☆ ☆☆

مرچ مسالے دار مرغّن غذا
نظامِ ہضم کی خرابی کا باعث بن سکتی ہے
نئی کارمینا لیجیے، یہ آپ کو بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن
اور تیزابیت سے محفوظ رکھے گی۔
150 Tablets
NEO
Carmina
Digestive and carminative herb-mint tablets to correct indigestion, liver disorders, dyspepsia and constipation.
نئی کارمینا
ہاضم ٹکیاں، ہر گھر کی اہم ضرورت
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ تعلیم سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

مولانا محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح اللّطیف جل جلالہ

اللطیف: اللہ رب العزت کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک ہے' لغت میں لطیف کے معنی نرم' نازک' ملائم' سبک' صاف وشفاف اور عمدہ و پاک کے آتے ہیں' ہر لطافت' عمدگی' خوبی' نرمی' ملائمت اور پاکیزگی اسی اللطیف جل جلالہ کی بے پایاں لطف وکرم کی مرہون منت ہے' یہ ہوا اور پانی یہ آگ اور مٹی سب اسی اللطیف جل جلالہ کی عنایات ہیں۔

ہوا جو غیر مرئی نعمت خداوندی ہے' اس لطیف کا لطف وکرم زندگی پر ثبت ہے اور ہوا کرۂ ارض پر ہر جگہ موجود ہے' سمندروں اور دریاؤں' جنگلوں اور بیابانوں' پہاڑوں اور چٹانوں میں ہر جگہ موجود ہے لیکن اتنی لطیف ہے کہ نظر نہیں آتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا یا امیر المومنین سب سے طاقتور چیز کونسی ہے؟

آپؓ نے ارشاد فرمایا: ''آگ''

پوچھنے والے نے پوچھا: آگ سے طاقتور کونسی چیز ہے؟

آپؓ نے فرمایا: ''پانی'' آگ کو بجھا دیتا ہے۔

پوچھنے والے نے پوچھا پانی سے طاقتور کونسی چیز ہے؟

آپؓ نے فرمایا: ''ہوا'' کہ وہ پانی کو اپنے دوش پر اٹھا کر فضا میں لے جانے کی قوت رکھتی ہے۔ (ندی نالوں' دریاؤں اور سمندروں سے سورج کی تمازت کے سبب اٹھا کر اوپر لے جاتی ہے جو ٹھنڈے طبقات سے گزر کر بادلوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے)

پوچھنے والے نے پوچھا: یا امیر المومنین ہوا سے طاقتور چیز کونسی ہے؟

فرمایا: ''انسان'' (کہ وہ ہوا کو اپنے قبضے میں لے کر سانسوں کے توازن کو برقرار رکھتا ہے) پھر سوال کرنے والے نے پوچھا: انسان سے طاقتور چیز کونسی ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: وہ ''موت'' ہے۔ جو ایسی غیر مرئی قوت ہے جو انسان کی روح کو بحکم رب العالمین نکال لیتی ہے۔ یہ تمام لطیف چیزیں اور قوتیں جس رب العالمین نے پیدا کی ہیں وہ خود کتنا لطیف وخبیر اور قوت وطاقت رکھنے والا ہوگا؟

بعض اوقات دقیق امور کے سرانجام دینے کو بھی لطافت سے تعبیر کر دیا جاتا ہے اور کبھی لطائف سے وہ چیزیں مراد ہوتی ہیں جن کا ادراک حواس خمسہ کرنے سے عاری ہوں' اسی وجہ سے اللہ رب العزت کو ''لطیف'' کہتے ہوں یا اس لئے کہ وہ باریک و دقیق تر چیز تک سے باخبر ہے یا اس لئے کہ وہ اپنے بندوں کو ہدایت دینے میں بڑی نرمی و رفق سے کام لیتے ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے باریک امور سے خوب باخبر ہے' جس کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہ بڑا قوت والا ہے بڑا زبردست ہے۔'' (سورۂ شوریٰ:۱۹)

ترجمہ: ''بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے۔''

(سورۂ یوسف:۱۰۰)

حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے بوجہ حسد کنوئیں میں ڈال دیا تھا' یہ ان کی تدبیر بد تھی جبکہ اللہ رب العزت نے ان کو اپنی تدبیر لطیف سے بلند مقام و مرتبے تک پہنچا دیا' چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے رب کے انعامات شمار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ترجمہ: ''اور اس نے میرے ساتھ (کیسا) احسان اس وقت کیا جب مجھے قید خانے سے نکالا اور آپ (سب کو) لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا' بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے۔'' (سورۂ یوسف:۱۰۰)

اللہ رب العزت ایسا لطیف وخبیر ہے کہ اسے نگاہیں نہیں گھیر سکتی ہیں مگر وہ نگاہوں کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے' وہ انسان کے سینوں کے رازوں سے باخبر ہے' انسان کے وہم و گمان' سوچ' تدبر' فکر و تفکر کو بخوبی جاننے والا ہے۔ وہی اللہ اللطیف جل جلالہ ہے جس نے کائنات کی تمام اشیاء کو شکل و ہیئت' خوبروئی و خوبصورتی' نورانیت' خوشنمائی' تناسب' نورانیت' شفافی و دوزنیت اور نیرنگی عطا فرمائی ہے۔

اللطیف جل جلالہ ہی نے اپنے لطف علمی سے صلحا کو' سالکین و شائقین' مجاہدین' علما و راسخین اولیا و اتقیا کو بقدر ظرف عرفان علمی عطا فرمایا ہے۔

کائنات کے رنگا رنگ عجائبات میں سے یہ ہوا' آگ اور پانی انتہائی لطیف چیزیں ہیں۔ ہوا کی عدم موجودگی یا ہوا میں موجود آکسیجن کا کسی انسان کو نہ ملنا موت کا باعث بن سکتا ہے اور یہی ہوا کشتی اور بحری جہاز کو منزل مقصود سے ہٹا کر کسی دوسرے ساحل پر لنگر انداز کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ یہی ہوا تیز سے تیز تر ہو کر آندھی اور طوفان کی صورت اختیار کر سکتی ہے جو کرۂ ارض کی جمادات کو درہم برہم کر کے انسانی ہلاکتوں کا سبب بن جاتی ہے۔ حیاتیات اور نباتات کو تباہ و برباد کر سکتی

ہے جیسا کہ ماضی میں سرکش اقوام اللہ رب العزت نے ہوا کے ذریعے عذاب میں مبتلا کردیا تھا' لیکن کتنا باریک بیں اور لطیف رب ہے کہ کمال لطف و کرم سے اپنی پیدا کردہ لطیف چیز ہوا کا توازن برقرار رکھے ہوئے ہے اسی کو اللطیف جل جلالہ ہی کی شان زیبا ہے۔

آگ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جو کرۂ ارض پر زندگی کی موجودگی کے لئے ایک انتہائی اہم چیز ہے' آگ انسانی زندگی کا اہم جزو ہے۔ کھانا' پینا' خوراک و غذا کی عمدگی اور لطافت کا بہترین سبب ہے اور اب تو نقل و حمل آگ ہی کی مرہون منت ہے۔ ہزاروں' لاکھوں کلومیٹر کے طویل اسفار بری' بحری' یا ہوائی راستے ہوں' آگ یا بھاپ سے چلنے والے انجنوں کے طفیل ہیں لیکن اگر یہی لطیف چیز آگ حد سے متجاوز ہو جائے تو تباہی و بربادی کا سبب بن سکتی ہے' اگر اس لطیف چیز آگ کو اللطیف جل جلالہ متوازن نہ رکھیں تو ایک چنگاری خرمن حیات کو جلا کر خاکستر کرسکتی ہے۔ بری' بحری' ہوائی سفر رک سکتے ہیں اور انسانی ترقی کی راہیں مسدود ہو سکتی ہیں وہ عظیم رب اللطیف جل جلالہ ہی ہے جس نے آگ کو متجاوز ہونے سے روک رکھا ہے۔

انسان کے اندر آگ سے مشابہ فطری غصہ موجود ہے' اگر غصہ حد سے متجاوز ہو جائے تو خاندانوں کے خاندان تباہ و برباد ہو سکتے ہیں۔ اگر معاشرے کے حالات و واقعات انسان کو اقتصادی توازن سے بے سروپا کردیں' اگر ملک و قوم کے رہنما و قائدین غربا' یتامیٰ اور مساکین کی خبر گیری و تعاون علی البر سے دست کش ہو جائیں۔ اصحاب اقتدار اقتصادی مساوات کی بجائے خود زر وزری' ذخیرہ اندوزی اور اقربا پروری جیسی صفات کو اپنے اندر بسالیں تو غربا و یتامیٰ اور مساکین ٹکڑوں کو ترسنے لگیں گے۔ اقتصادی و معاشرتی بحران کے باعث چوری اور ڈاکے امن و امان کی تباہی و بربادی کا باعث بن جائیں گے' نقص امن پیدا ہوگا جس سے نہ صرف انفرادی نقصانات ہوں گے بلکہ اجتماعی تباہی و بربادی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ ملک کے اصحاب اقتدار اقتصادی مساوات اور تعاون کو فروغ دیں تو غربا' و مساکین کا قید قفس میں احساس محرومی سے پیدا ہونے والا غم و غصہ ختم نہیں تو کم ضرور ہو سکتا ہے اور انسان کے اندر کی آگ کو صحیح استعمال میں لایا جائے تو یہی انسانی بہادری' جرأت و شجاعت' قوت اور جذبہ جہاد پیدا کرسکتی ہے۔

عجب امتحاں ہے کوثر یہ تمیز خیر و شر بھی
وہی آگ دے اجالا وہی بستیاں جلادے

اللطیف جل جلالہ کے لطف و احسان' لطف و کرم اور بے پایاں رحمتوں اور نعمتوں کا ایک مظہر پانی ہے جس سے حیات کی ابتدا اور انتہا ہوتی ہے' تمام نباتات' پھل و ثمرات اور میوہ جات کرۂ ارض کا سبزہ اور سیرابی و شادابی بالفاظ دیگر انسانی زندگی کی بالیدگی و بقا ارتقا پانی ہی کی مرہون منت ہے۔

اگر پانی کی حد میں توازن رہے تو نعمت عظمیٰ ہے' سورج کا غم و غصہ حد سے متجاوز ہو جائے تو پہاڑوں کو وہ دمن کی برف پگھل پگھل کر دریاؤں کی طغیانی میں بے حد اضافہ کا سبب بنتا ہے اور پھر وہ دریا ماضی میں پورے کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور چند گنے چنے افراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار اللہ اور اس کے نبی کے فرمانبردار بچ جاتے ہیں اور باقی سب زیر آب آکر ہلاک ہو جاتے ہیں۔

ماضی قریب میں ملک عزیز میں آنے والے سیلاب نے جو تباہی و بربادی مچائی وہ وہی لوگ جانتے ہیں جن کے بستے بستے گھروں کو لوازمات زندگی کے ساتھ پانی کی بہتات سیلاب نے نگل لیا' اور بستے بستے گھر' دیہات اور چھوٹی چھوٹی بستیاں سیلاب کی زد میں آکر تباہ و برباد ہو گئیں اور بستیوں کے باسی لٹ لٹا کر وقت کے فرعونوں اور چنگیزوں اور قادیانیوں کے غلام بن کر رہ گئے' قیام پاکستان کے وقت لٹے پٹے مسلمان مہاجرین کو تو بحمد اللہ! پاکستان میں متبادل اثاثے منقولہ و غیر منقولہ جائیدادوں کے معاوضے دیئے گئے لیکن کتنا افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان کے باسیوں کو جو سیلاب کی تباہی سے لٹنے' بیوی' بچے بوڑھے اور نوجوان زیر آب آکر رات کی تاریکی میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے' زمینیں زیر آب آ گئیں' گھر بہہ گئے' زندگی کے سامان تباہ و برباد ہو گئے (مرنے والوں کو تن تنہا ایک آدمی کشتی کے ذریعے طویل سفر کرکے خشکی پر دفنانے کے لئے نکلتا ہے) ان لٹے پٹے فقیروں گداگروں کو کاغذی اراضی اور معاوضے ملے جو وقت کے فرعونوں اور قادیانی وڈیروں کی ذاتی جائیدادیں اور اثاثے بن گئے' منصف مہر بر لب رہے اور نہ کسی معزز عدالت نے چنگیزوں کے چنگل سے سیلاب زدگان دریا کے غم و غصہ میں بہہ جانے والے فقیروں اور گداگروں کو آزاد کرایا اور اب ان فقیروں اور گداگروں کی اولادوں کو اقتصادی بحران میں مبتلا کرکے معاشی تنگدستی کے عفریت کے حوالے کردیا جاتا ہے اور اصحاب اقتدار چند قصے کہانیاں اور لطیفے سنا کر بنیادی حقوق سے دستبردار ہو جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

عرض یہ کیا جارہا تھا کہ پانی اللطیف جل جلالہ کی لطیف نعمت عظمیٰ ہے لیکن حد سے متجاوز ہو جائے تو ہلاکت و تباہی کا باعث بن سکتا ہے' لیکن اللطیف جل جلالہ نے اپنی اس لطیف نعمت کو حد سے متجاوز ہونے سے روک رکھا ہے۔ دیکھئے کرۂ ارض پر تقریباً تین حصے پانی اور ایک حصہ خشکی ہے' سطح آب' سطح ارض سے اونچی بھی ہے لیکن اللطیف جل جلالہ نے انتہائی باریک بینی اور قوت سے کرۂ ارض کو زیر آب آنے سے روک رکھا ہے' یہ سب کچھ اللطیف جل جلالہ کی لطافت غیبی کے سبب ہے۔ اللہ رب العزت کے لطف و مہربانی' جملہ امور میں ہماری ہادی و رہنما ہے اسی سے توفیق خیر ملتی ہے۔ اللہ مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے اور استطاعت رکھنے والوں کو اپنی مخلوق کے ساتھ لطف و کرم مہربانی اور خندہ پیشانی سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ کا ایک شاعر نے منظوم ترجمہ یوں کیا ہے:

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

اخبارِ ختمِ نبوّت

حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب کا قادیانیت شکن دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ یونٹ کی طرف سے مرزائیت کی سرگرمیوں کے خلاف چند اہم مقامات پر پروگرام ہوئے۔ پہلا پروگرام تحصیل صوبھوڈیرو و خیر پور میرس میں بروز جمعہ منعقد کیا گیا۔ ۱۹۹۵ء میں یہ مقام قادیانیوں کا صدر مقام تھا' اب صرف صوبھوڈیرو کے گردونواح میں ایک دو گوٹھ باقی رہ گئے ہیں' دوسرے قادیانی بھاگ چکے ہیں لیکن بقیہ رہائش پذیر قادیانی گیدڑ کی زندگی گزار رہے ہیں' ان کی عبادت گاہوں کی ہیئت مسلمانوں کی محنت کے نتیجہ میں تبدیل کروائی جا چکی ہے اب تو وہ نا کہ رگڑ رہے ہیں۔

صوبھوڈیرو کی جامع مسجد میں مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی کفر کو آسان ترین انداز میں بیان فرمایا کہ جھوٹی نبوت کبھی نہیں چل سکتی' تاریخ گواہ ہے کہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لے کر آج تک درجنوں مدعیان نبوت دعویدار بنے لیکن دنیا کے کسی بھی کونے میں اب ان کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ مرزائی بھی اب روبزوال ہو چکے ہیں' وہ وقت دور نہیں کہ یہ مرزائی ڈھونڈے سے بھی نظر نہ آئیں گے' کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجا کر اللہ رب العزت نے قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مبعوث فرمایا ہے۔ دوسرا پروگرام گمبٹ جامع مسجد رحمانیہ میں بعد نماز عشاء ہوا جس میں مہمان خصوصی مفتی حفیظ الرحمٰن نے ختم نبوت کے جاں نثاروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا آخرت کی کامیابی کا راز رب العزت نے نبی رحمت' خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت میں رکھا ہے۔ اگلا پروگرام دوسرے دن رتوڈیرو ضلع لاڑکانہ میں ہوا۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی بعد نماز مغرب تا عشاء علاقہ کی مشہور بزرگ شخصیت مجاہد ختم نبوت حضرت اقدس عبدالکریم قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب آف بیر شریف کا تفصیلی خطاب ہوا۔ بعد از نماز عشاء راقم نے عقیدہ ختم نبوت سے اکابرین کی والہانہ محبت کے چند واقعات بیان کئے اور لاڑکانہ ضلع میں قادیانیوں کے خلاف کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب کا خطاب شروع ہوا امروٹی جامع مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ سامعین نے عقیدہ ختم نبوت کے مسئلہ کو توجہ سے سنا' مفتی صاحب نے فرمایا کہ ایک شریف انسان بننے کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ کم از کم دیانتدار اور سچ بولتا ہو' مرزا غلام احمد قادیانی کے اندر شریف انسان کی کوئی ایک نشانی نظر نہیں آتی کیونکہ مرزا قادیانی نے شروع میں دین کی حقانیت پر مبنی براہین احمدیہ کے نام پر ۵۰ جلدوں میں کتاب لکھنے کا مسلمانوں سے چندہ وصول کیا اور صرف ۵ جلدیں لکھ کر ۴۵ جلدوں کی رقم ہڑپ کر گیا' اس نے وعدہ خلافی کی' جھوٹ بولا' دھوکہ دیا' حرام کھایا' ایسا شخص انسان شریف ہرگز نہیں کہلایا جا سکتا۔ مفتی صاحب کا خطاب ایک گھنٹہ جاری رہا' کانفرنس کے آخری مہمان خصوصی سندھ کے مشہور مناظر اسلام حضرت مولانا غازی عبداللہ شاہ بخاری دامت برکاتہم کا تفصیلی بیان ہوا' ایمان کی قدر و قیمت اور عقیدہ کے تحفظ کے ثمرات پر ایمان افروز بیان فرمایا' رات گئے تک کانفرنس جاری رہنے کے بعد دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوئی۔

قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے

گزشتہ جمعۃ المبارک جامع مسجد جامن والی لالیاں میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کو مرزائیت کے کفر سے آگاہ کیا' مسلمانوں کو قادیانیوں کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی اور آخر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں چھنی قریشاں کے مقامی زمیندار شفقت حسین قریشی ولد حاجی محمد انور شاہ نے مولانا غلام مصطفیٰ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اس پر وقار محفل میں وہاں کے کئی مسلمانوں نے شرکت کی اور نو مسلم کے لئے اسلام پر استقامت کی دعا کی۔ یاد رہے کہ اس سے قبل بھی وہاں کے نمبردار کا پورا خاندان اور رشتہ داروں نے مرزائیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔

ختم نبوت کانفرنس

چناب نگر کے شرکاء کے لئے

خوشخبری

۱۱/۱۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء بیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے شرکاء کے لئے اس دفعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تمام مطبوعات نصف قیمت پر ملیں گی۔ تمام شرکاء کانفرنس اس رعایت سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اپنی اپنی لائبریریوں کو ختم نبوت کی کتب کا خزینہ بنائیں

احقر عزیز الرحمٰن عفی عنہ
خادم ختم نبوت دفتر مرکزیہ ملتان

ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰/ ستمبر

بروز: جمعرات بوقت: بعد نماز عشاء بمقام: جامع مسجد مدنی، مدنی محلہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانو

صدارت: حکیم عبدالرحمن آزاد

مہمان خصوصی: قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مقررین: ☆ مفکر ختم نبوت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ملتان، ☆ مناظر ختم نبوت مولانا اللہ وسایا ملتان، ☆ استاد المناظرین مولانا خدا بخش شجاع آبادی، ☆ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، ☆ مولانا سید نجیب احمد ہاشمی سیالکوٹ، ☆ مولانا عبدالحمید وٹو قلعہ دیدار سنگھ، ☆ مولانا حافظ محمد امین محمدی گوجرانوالہ، ☆ مولانا فقیر اللہ اختر گوجرانولہ، ☆ حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ

نوٹ: ۱۸ تا ۲۰/ ستمبر کو جامع مدنی مسجد میں رد قادیانیت کورس منعقد ہوگا

الداعیان الخادمین اراکین: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین زیر اہتمام
مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر
خان محمد
شاہ نفیس الحسینی
سالانہ تربیتی
ردِّ قادیانیت و عیسائیت کورس
نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے
۵ شعبان تا ۲۸ شعبان ۱۴۲۲ھ
بمطابق
23 اکتوبر تا 14 نومبر 2001ء
کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لیے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنیوالوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا ۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستہ ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے
حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان
061/514122 . 04524/212611

ختم نبوت کانفرنس

دوروزہ
عظیم الشان
۲۰/ویں سالانہ

مسلم کالونی چناب نگر

۱۱/۱۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۳/۲۴ رجب ۱۴۲۲ھ بروز: جمعرات، جمعۃ المبارک

زیر صدارت: مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

علماء، مشائخ
سیاسی قائدین
دانشور اور وکلاء
خطاب فرمائیں گے

فون	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	راولپنڈی	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
نمبر	514122	7780337	5862404	2829186	5551675	710474	215663	633522	212611	841995	71613

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان